دیباچہ

سنہ ۱۲۹۶ ہجری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بلبل کی چمن میں ہمزبانی چھوڑی * بزم شعرا میں شعرخوانی چھوڑی
جب سے دل زندہ تونے ہم کو چھوڑا * ہم نے بھی تری رام کہانی چھوڑی

بچپن کا زمانہ جو کہ حقیقت میں دنیا کی بادشاہت کا زمانہ ہے ایک ایسے دلچسپ اور پر فضا میدان میں گذرا جو کلفت کے گرد و غبار سے بالکل پاک تھا - نہ وہاں ریت کے ٹیلے تھے نہ خار دار جھاڑیاں تھیں - نہ آندھیوں کے طوفان تھے نہ باد سموم کی لپٹ تھی - جب اس میدان سے کھیلتے کودتے آگے بڑھے تو ایک اور صحرا اس سے بھی زیادہ دلفریب نظر آیا - جس کے دیکھتے ہی ہزاروں ولولے اور لاکھوں امنگیں خودبخود دل میں پیدا ہوگئیں - مگر یہہ صحرا جسقدر نشاط انگیز تھا اُسیقدر وحشت خیز تھا - اس کی سرسبز جھاڑیوں میں ہولناک درندے چھپے ہوئے تھے - اور اس کے خوشنما پودوں پر سانپ اور بچھو لپٹے ہوئے تھے - جونہیں اُس کی حد میں قدم رکھا ہر گوشہ سے شیر و پلنگ اور مار و کژدم نکل آئے - باغ جوانی کی بہار اگرچہ قابل دید تھی مگر دنیا کی مکروہات سے دم لینے کی فرصت نہ ملی نہ خود آرائی کا خیال آیا - نہ عشق و جوانی کی ہوا لگی - نہ وصل کی لذت اُٹھائی - نہ فراق کا مزا چکھا -

پنہاں تھا دام سخت قریب آشیان کے * اُڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے

البتہ شاعري كي بدولت چند روز جهوٹا عاشق بننا پڑا - ايک خيالي معشوق كي چاه ميں برسوں دشت جنوں كي وه خاک اڑائي كہ قيس و فرهاد كو گرد كرديا - كبهي نالہ نيم شبي سے ربع مسكوں كو هلا ڈالا - كبهي چشم دريا بار سے تمام عالم كو ڈبوديا - آه و فغاں كے شور سے كروبيوں كے كان بهرے هوگئے - شكايتوں كي بوچهار سے زمانہ چيخ اٹها - طعنوں كي بهرمار سے آسمان چهلني هوگيا - جب رشک كا زلزلہ هوا تو ساري خدائي كو رقيب سمجها - يہاں تک كہ آپ اپنے سے بدگمان هوگئے - جب شوق كا دريا امڈا تو كشش دل سے جذب مقناطيسي اور كهربائي كا كام ليا بارها تيغ ابرو سے شهيد هوئے اور بارها ايک ٹهوكر سے جي اٹهے - گويا زندگي ايک پيراهن تها كہ جب چاها اتار ديا - اور جب چاها پهن ليا - ميدان قيامت ميں اكثر گذر هوا - بهشت و دوزخ كي اكثر سير كي - بادہ نوشي پر آئے تو خم كے خم لنڈهاديئے اور پهر بهي سير نہوئے - كبهي خانہ خمار كي چوكهٹ پر جبہ سائي كي - كبهي مے فروش كے در پر گدائي كي - كفر سے مانوس رهے ايمان سے بيزار رهے پير مغاں كے هاتهہ پر بيعت كي - برهمنوں كے چيلے بنے - بت پوجے - زنار باندها قشقہ لگايا زاهدوں پر پهبتياں كهيں - واعظوں كا خاكا اڑايا - دير اور بتخانہ كي تعظيم كي - كعبہ اور مسجد كي توهين كي - خدا سے شوخياں كيں - نبيوں سے گستاخياں كيں - اعجاز مسيحي كو ايک كهيل جانا - حسن يوسفي كو تماشا سمجها - غزل كهي تو پاک شهدوں كي بولياں بوليں - قصيدہ لكها تو بهاٹ اور باد خوانوں كے منہ پهيرديئے هر مشت خاک ميں اكسير اعظم كے خواص بتلائے - هر چوب خشک ميں عصائے موسوي كے كرشمے دكهائے هر نمرود وقت كو ابراهيم خليل سے جا ملايا - هر فرعون بے سامان كو قادر مطلق سے جا بهڑايا - جس كے مداح بنے اسے ايسا بانس پر چڑهايا كہ خود ممدوح كو اپني تعريف ميں كچهہ مزا نہ آيا - غرض نامہ اعمال ايسا سياه كيا كہ كہيں سفيدي باقي نہ چهوڑي *

چو پرسش گنهم روز حشر خواهد بود * تمسكات گناهان خلق پاره كنند

بيس برس كي عمر سے چاليسويں سال تک تيلي كے بيل كي طرح اسي ايک چكر ميں پهرتے رهے اور اپنے نزديک سارا جہان طے كرچكے جب آنكهيں كهليں تو معلوم هوا كہ جہاں سے چلے تهے ابتک وهيں هيں *

شكست رنگ شباب و هنوز رعنائي * درآں ديار كہ زادي هنوز آنجائي

نگاہ اُٹھا کر دیکھا تو دائیں بائیں آگے پیچھے ایک میدان وسیع نظر آیا - جس میں بیشمار راہیں چاروں طرف کھلی ہوئی تھیں اور خیال کے لیئے کہیں عرصہ تنگ نہ تھا جی میں آیا کہ قدم آگے بڑھائیں اور اِس میدان کی سیر کریں مگر جو قدم بیس برس تک ایک چال سے دوسری چال نہ چلے ہوں اور جن کی دوڑ گز دو گز زمین میں محدود رہی ہو اُن سے اس وسیع میدان میں کام لینا آسان نہ تھا - اس کے سوا بیس برس کی بیکار اور نکمی گردش میں ہاتھہ پاؤں چور ہوگئے تھے اور طاقت رفتار جواب دے چکی تھی - لیکن پاؤں میں چکر تھا اس لیئے نچلا بیٹھنا بھی دشوار تھا - چند روز اِسی تردد میں یہہ حال رہا کہ ایک قدم آگے پڑتا تھا دوسرا پیچھے ہٹتا تھا - ناگاہ دیکھا کہ ایک خدا کا بندہ جو اس میدان کا مرد ہی ایک دشوار گزار رستے میں رہ نورد ہی - بہت سے لوگ جو اُس کے ساتھہ چلے تھے تھک کر پیچھے رہ گئے ہیں - بہت سے ابھی اُس کے ساتھہ اُفتاں وخیزاں چلے جاتے ہیں - مگر ہونٹوں پر پپڑیاں جمی ہیں پیروں میں چھالے پڑے ہیں — دم چڑھ رہا ہی - چہرہ پر ہوائیاں اُڑ رہی ہیں - لیکن وہ اولالعزم آدمی جو ان سب کا رہنما ہی - اُسیطرح تازہ دم ہی نہ اُسے رستے کی تکان ہی نہ ساتھیوں کے چھوٹ جانے کی پروا ہی نہ منزل کی دوری سے کچھہ ہراس ہی اُس کی چتونوں میں غضب کا جادو بھرا ہی - کہ جسکی طرف آنکھہ اُٹھاکر دیکھتا ہی وہ آنکھیں بند کرکے اُس کے ساتھہ ہولیتا ہی - اُس کی ایک نگاہ ادھر بھی پڑی اور اپنا کام کر گئی - بیس برس کے تھکے ہارے خستہ و کوفتہ اُسی دشوار رستے پر پڑ لیئے - نہ یہہ خبر ہی کہ کہاں جاتے ہیں نہ یہہ معلوم ہی کہ کیوں جاتے ہیں - نہ طلب صادق ہی - نہ قدم راسخ ہی - نہ عزم ہی نہ استقلال ہی - نہ صدق ہی نہ اخلاص ہی - مگر ایک زبردست ہاتھہ ہی کہ کھینچے لیئے چلا جاتا ہی *

ان دل کہ رم نمودے ازخوبرو جوانان * دیرینہ سال پیرے بردش بیک نگاہے

زمانہ کا نیا ٹھاٹھہ دیکھہ کر پرانی شاعری سے دل سیر ہوگیا تھا اور جھوٹے ڈھکوسلے باندھنے سے شرم آنے لگی تھی — نہ یاروں کے اُبھارنے سے دل بڑھتا تھا نہ ساتھیوں کی ریس سے کچھہ جوش آتا تھا - مگر یہہ ایک ایسے ناسور کا منھہ بند کرنا تھا جو کسی نہ کسی راہ سے تراوش کیئے

بغیر نہیں رہ سکتا اس لیئے بخارات درونی جن کے رکنے سے دم گھٹا جاتا
تھا — دل و دماغ میں تلاطم کر رہے تھے اور کوئی رخنہ ڈھونڈتے تھے -
قوم کے ایک سچے خیر خواہ نے جو اپنی قوم کے سوا تمام ملک میں اسی
نام سے پکارا جاتا ھی اور جس طرح خود اپنے پر زور ھاتھہ اور قوی بازو سے
بھائیوں کی خدمت کر رھا ھی اسیطرح ھر اپاھج اور نکمے کو اسی کام
میں لگانا چاھتا ھی - آکر ملامت کی اور غیرت دلائی کہ حیوان ناطق
ھرنے کا دعویٰ کرنا اور خدا کی دی ھوئی زبان سے کچھہ کام نہ لینا بڑی
شرم کی بات ھی *

رو چو انسان لب بجنباں دردھن * ور جمادی لاف انسانی مزن

قوم کی حالت تباہ ھی - عزیز ذلیل ھوگئے ھیں - شریف خاک میں
مل گئے ھیں - علم کا خاتمہ ھوچکا ھی - دین کا صرف نام باقی ھی -
افلاس کی گھر گھر پکار ھے پیٹ کی چاروں طرف دھائی ھی - اخلاق بالکل
بگڑ گئے ھیں اور بگڑتے جاتے ھیں - تعصب کی گھنگھور گھٹا تمام قوم پر چھائی
ھوئی ھی - رسم و رواج کی بیڑی ایک ایک کے پاوں میں پڑی ھی -
جہالت اور تقلید سب کی گردن پر سوار ھی اُمرا جو قوم کو بہت کچھہ
فائدہ پہونچا سکتے ھیں غافل اور بے پروا ھیں - علماء جن کو قوم کی اصلاح
میں بہت بڑا دخل ھی - زمانہ کی ضرورتوں اور مصلحتوں سے ناواقف
ھیں - ایسے میں جس سے جو کچھہ بن آئے سو بہتر ھی ورنہ ھم سب
ایک ھی ناو میں سوار ھیں اور ساری ناو کی سلامتی میں ھماری سلامتی
ھی - ھرچند لوگ بہت کچھہ لکھہ چکے ھیں اور لکھہ رھے ھیں - مگر
نظم جو کہ بالطبع سب کو مرغوب ھی اور خاصکر عرب کا ترکہ اور مسلمانوں
کا موروثی حصہ ھی قوم کے بیدار کرنے کے لیئے ابتک کسی نے نہیں لکھی -
اگرچہ ظاھر ھی کہ اور تدبیروں سے کیا ھوا جو اس تدبیر سے ھوگا — مگر
ایسی تنگ حالتوں میں انسان کے دل پر ھمیشہ دو طرح کے خیال گذرتے
رھتے ھیں ایک یہہ کہ ھم کچھہ نہیں کرسکتے - دوسرے یہہ کہ ھم کو
کچھہ کرنا چاھیئے - پہلے خیال کا نتیجہ یہہ ھوا کہ کچھہ نہ ھوا - اور
دوسرے خیال سے دنیا میں بڑے بڑے عجائبات ظاھر ھوئے *

در فیض است منشیں از کشائش نا امید اینجا
برنگ دانہ از ھر قفل میروید کلید اینجا

وهو الذي ينزل الغيث من بعد ما قنطوا و ينشر رحمته

هرچند اس حکم کي بجا آوري مشکل تهي - اور اس خدمت کا بوجهه
اُٹهانا دشوار تها - مگر ناصح کي جادو بهري تقرير جي ميں گهر کرگئي —
دل هي سے نکلي تهي دل هي ميں جاکر ٹهيري — برسوں کي بجهي هوئي
طبيعت ميں ايک ولوله پيدا هوا - اور باسي کڑهي ميں ايک اُبال آيا -
افسرده دل اور بوسيده دماغ جو امراض کے متواتر حملوں سے کسي کام کے
نه رهے تهے اُنهيں سے کام لينا شروع کيا اور ايک مسدس کي بنياد ڈالي -
دنيا کے مکروهات سے فرصت بهت کم ملي - اور بيماريوں کے هجوم سے
اطمينان کبهي نصيب نه هوا - مگر هر حال ميں يهه دهن لگي رهي -
بارے الحمدلله که بهت سي دقتوں کے بعد ايک ٹوٹي پهوٹي نظم اس عاجز
بنده کي بساط کے موافق تيار هوگئي - اور ناصح مشفق سے شرمنده هونا نه
پڑا - صرف ايک اُميد کے سهارے پر يهه راه دور و دراز طے کي گئي هے -
ورنه منزل کا نشان نه اب تک ملا هے نه آينده ملنے کي توقع هے *

خبرم نيست که منزل گه مقصود کجاست
اينقدر هست که بانگ جرسے مے آيد

اس مسدس کے آغاز ميں پانچ سات بند تمهيد کے لکهه کر اول عرب کي
اُس ابتر حالت کا خاکا کهينچا هے جو ظهور اسلام سے پهلے تهي اور جس کا
نام اسلام کي زبان ميں جاهليت رکها گيا - پهر کوکب اسلام کا طلوع هونا اور
نبي اُمي کي تعليم سے اُس ريگستان کا دفعتاً سرسبز و شاداب هوجانا اور اُس
ابر رحمت کا اُمت کي کهيتي کو رحلت کے وقت هرا بهرا چهوڑ جانا اور
مسلمانوں کا ديني و دنيوي ترقيات ميں تمام عالم پر سبقت ليجانا بيان
کيا هے - اس کے بعد اُن کے تنزل کا حال لکها هے اور قوم کے ليئے اپنے
بے هنر هاتهوں سے ايک آئينه خانه بنايا هے جس ميں آکر وه اپنے خط و
خال ديکهه سکتے هيں - که هم کون تهے اور کيا هوگئے - اگرچه اس جانکاه
نظم ميں جسکي دشوارياں لکهنے والے کا دل اور دماغ هي خوب جانتا هے بيان
کا حق نه مجهه سے ادا هوا هے نه هوسکتا تها - مگر شکر هے که جس قدر
هوگيا اتني بهي اُميد نه تهي - همارے ملک کے اهل مذاق ظاهرا اس

روکھي پھيکي سيدھي سادي نظم کو پسند نہ کرينگے - کيونکہ اس ميں يا تاريخي واقعات ھيں يا چند آيتوں اور حديثوں کا ترجمہ ھی يا جو آجکل قوم کي حالت ھی اس کا صحيح صحيح نقشہ کھينچا گيا ھی - نہ کہيں نازک خيالي ھی - نہ رنگين بياني ھی - نہ مبالغہ کي چاٹ ھی - نہ تکلف کي چاشني - غرض کوئي بات ايسي نہيں ھی جس سے اھل وطن کے کان مانوس اور مذاق آشنا ھوں - کوئي کرشمہ ايسا نہيں ھی کہ لاعين رات ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر † گويا اھل دھلي و لکھنو کي دعوت ميں ايک ايسا دسترخوان چنا گيا ھی جس ميں اُبالي کھچڑي اور بے مرچ سالن کے سوا کچھہ نہيں - مگر اس نظم کي ترتيب مزے لينے اور واہ واہ سننے کے لئے نہيں کي گئي - بلکہ عزيزوں اور دوستوں کو غيرت اور شرم دلانے کے لئے کي گئي ھی - اگر ديکھيں اور پڑھيں اور سمجھيں تو اُن کا احسان ھی ورنہ کچھہ شکايت نہيں -

حافظ وظيفۂ تو دعا گفتن است و بس * در بند آں مباش کہ نشنيد يا شنيد

---

† نہ کسي آنکھہ نے ديکھا نہ کسي کان نے سنا نہ کسي بشر کے دل ميں گزرا -

دوسرا دیباچه

سنه ۱۳۰۳ هجري

حدیث درد دلاویز داستانے هست * که ذوق بیش دهد چوں دراز تر گردد

مسدس مد و جزر اسلام اول هي اول سنه ۱۲۹۶ هجري میں چهپ کر
شایع هوا تها - اگرچه اس نظم کي اشاعت سے شاید کوئي معتدبه فائده
سوسائیٹي کو نهیں پهنچا مگر چهه برس میں جسقدر قبولیت یا شهرت
اس نظم کو اطراف هندوستان میں هوئي وه في الواقع تعجب انگیز هی -
نظم بالکل غیر مانوس تهي اور مضمون اکثر طعن و ملامت پر مشتمل تهے
قوم کي برائیاں چن چن کر ظاهر کي گئي تهیں اور زبان سے تیغ و سنان
کا کام لیا گیا تها - ناظم کي نسبت قوم کے اکثر ابرار و اخیار مذهبي سوءظن
رکهتے تهے - تعصب عموما کلمه حق سننے سے مانع تها - با اینهمه اس
تهوڑي سي مدت میں یهه نظم ملک کے اطراف و جوانب میں پهیل
گئي - هندوستان کے مختلف اضلاع میں اس کے آٹهه سات ایڈیشن اب سے
پهلے چهپ چکے هیں - بعض قومي مدرسوں میں اس کا انتخاب بچوں کو
پڑهایا جاتا هی - مولود شریف کي مجلسوں میں جا بجا اس کے بند
پڑهے جاتے هیں - اکثر لوگ اس کو پڑه کر بے اختیار روتے اور آنسو بهاتے
هیں - اس کے بهت سے بند همارے واعظوں کي زبان پر جاري هیں -
کهیں کهیں قومي ناٹک میں اس کے مضامین ایکٹ کیئے جاتے هیں -
بهت سے مسدس اسي کي روش پر اسي بحر میں ترتیب دیئے گئے هیں -
اکثر اخباروں میں موافق و مخالف ریویو اس پر لکهے گئے هیں - شمالي
مغربي اضلاع کے سرکاري مدارس میں عام قبولیت کي وجه سے اس کو
نصاب میں داخل کردیا گیا هی - یهه اور اسي قسم کي اور بهت سي باتیں
ایسي هیں جن سے معلوم هوتا هی که قوم نے اسکي طرف کافي توجه کي
هی مگر اس پر مصنف کو کچهه فخر کرنے کا محل نهیں هی - اگر قوم
کے دل میں متاثر هونے کا ماده نه هوتا تو یهه اور ایسي ایسي هزار نظمیں

بیکار تھیں - پس مصنف کو اگر فخر ہے تو صرف اِس بات پر ہے کہ
اُس نے زمین شور میں تخم ریزی نہیں کی اور پتھر میں جونک لگانی
نہیں چاہی - اُس نے ایک ایسی جماعت کو مخاطب گردانا ہے جو
بے راہ ہے پر گمراہ نہیں ہے - وہ رستے سے بھٹکے ہوئے ہیں - مگر رستے
کی تلاش میں چپ و راس نگراں ہیں - اُن کے ہنر مفقود ہوگئے ہیں
مگر قابلیت موجود ہے - اِن کی صورت بدل گئی ہے مگر ہیولی باقی
ہے - اُن کے قوی مضمحل ہوگئے ہیں مگر زائل نہیں ہوئے - اِن کے
جوہر مٹ گئے ہیں مگر جلا سے پھر نمودار ہو سکتے ہیں - اُن کے عیبوں
میں خوبیاں بھی ہیں مگر چھپی ہوئی اُن کے خاکستر میں چنگاریاں
بھی ہیں مگر دبی ہوئی *

یہہ نظم جس میں قوم کی گذشتہ اور موجودہ حالت کا صحیح صحیح
نقشہ کھینچنا مد نظر تھا اگرچہ مشرق کی عام نظموں کی نسبت مبالغہ
سے خالی تھی - لیکن فروگذاشت سے خالی نہ تھی - دوست کی نگاہ
نکتہ چینی اور خردہ گیری میں وہی کام کرتی ہے جو دشمن کی نگاہ
کرتی ہے - دونوں یکساں عیبوں پر خوردہ گیری اور خوبیوں سے چشم
پوشی کرتے ہیں — مگر دشمن اِس غرض سے کہ عیب ظاہر ہوں اور
خوبیاں مخفی رہیں - اور دوست اِس خوف سے کہ مبادا خوبیوں کا
غرور عیبوں کی اصلاح سے باز رکھے - مصنف بھی جو کہ دوستی کا دم
بھرتا ہے شاید محبت اور دلسوزی ہی سے قوم کی عیب جوئی پر مجبور
ہوا اور ہنر گستری سے معذور رہا - مگر یہہ اسلوب جسقدر غیرت دلانے
والا تھا اُسی قدر مایوس کرنے والا بھی تھا - مصنف کے دل کی آگ
بھڑک بھڑک کر بجھہ گئی تھی اور اُس کی افسردگی الفاظ میں سرایت
کر گئی تھی - نظم کا خاتمہ ایسے دل شکن اشعار پر ہوا جن سے تمام
اُمیدیں منقطع ہوگئیں اور تمام کوششیں رایگاں نظر آنے لگیں شاید اِس
خرابی کا تدارک کچھہ نہ ہوسکتا اگر قوم کی توجہ مصنف کے دل میں
ایک نئی تحریک پیدا نہ کرتی اور قوم کو ایک نئے خطاب کا مستحق
نہ ٹھہراتی - گو قوم نہیں بدلی مگر اُس کے تیور بدلتے جاتے ہیں - پس
اگر تحسین کا وقت نہیں آیا تو نفرین ضرور کم ہونی چاہیئے بعض احباب
کی تحریک نے اِن خیالات کی تائید کی اور ایک ضمیمہ مقتضاے حال

کے موافق اصل مسدس کے آخر میں لاحق کیا گیا – ضمیمہ کو طول دینا مصنف کا مقصود نہ تھا لیکن اِس مضمون کو چھوڑ کر طول سے بچنا ایسا هي مشکل تھا جیسے سمندر میں کود کر هاتھہ پاؤں نہ مارنا *

قدیم مسدس میں بھي جستہ جستہ تصرف کیا گیا هے – شاید بعض تصرفات کو ناظرین اس وجہ سے کہ قدیم اسلوب مانوس هوگیا تھا پسند نہ کریں - مگر مصنف کا فرض تھا کہ دوستوں کي ضیافت میں کوئي ایسي چیز پیش نہ کرے جو خود اُس کے مذاق میں ناگوار معلوم هو نظم نہ پہلے پسند کے قابل تھي اور نہ اب هے مگر الحمد للہ کہ درد اور سچ پہلے بھي تھا اور اب بھي هے اُمید هے کہ درد پھیلیگا اور سچ چمکیگا – ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم *

حامداً و مصلیاً

پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے * اسلام کا گر کر نہ ابھرنا دیکھے
مانے نہ کبھی کہ مد ہے ہر جزر کے بعد * دریا کا ہمارے جو اترنا دیکھے

مسدس

کسی نے یہ بقراط سے جا کے پوچھا * مرض تیرے نزدیک مہلک ہیں کیا کیا
کہا دکھ جہاں میں نہیں کوئی ایسا * کہ جس کی دوا حق نے کی ہو نہ پیدا
مگر وہ مرض جس کو آسان سمجھیں
کہے جو طبیب اس کو ہذیان سمجھیں

سبب یا علامت گر انکو سجھائیں * تو تشخیص میں سو نکالیں خطائیں
دوا اور پرہیز سے جی چرائیں * یوں ہی رفتہ رفتہ مرض کو بڑھائیں
طبیبوں سے ہرگز نہ مانوس ہوں وہ
یہاں تک کہ جینے سے مایوس ہوں وہ

یہی حال دنیا میں اس قوم کا ہے * بھنور میں جہاز آ کے جس کا گھرا ہے
کنارا ہے دور اور طوفان بپا ہے * گماں ہے یہ ہر دم کہ اب ڈوبتا ہے
نہیں لیتے کروٹ مگر اہل کشتی
پڑے سوتے ہیں بے خبر اہل کشتی

گھٹا سر پہ ادبار کی چھا رہی ہے * فلاکت سماں اپنا دکھلا رہی ہے
نحوست پس و پیش منڈلا رہی ہے * چپ و راس سے یہ صدا آ رہی ہے
کہ کل کون تھے آج کیا ہو گئے تم
ابھی جاگتے تھے ابھی سو گئے تم

پر اس قوم غافل کی غفلت وہی ہے * تنزل پہ اپنے قناعت وہی ہے
ملے خاک میں پر رعونت وہی ہے * ہوئی صبح اور خواب راحت وہی ہے
نہ افسوس انہیں اپنی ذلت پہ ہے کچھ
نہ رشک اور قوموں کی عزت پہ ہے کچھ

بہائم کی اور اُن کی حالت ہی یکساں * کہ جس حال میں ہیں اُسی میں ہیں شاداں
نہ ذلت سے نفرت نہ عزت کا ارماں * نہ دوزخ سے ترساں نہ جنت کے خواہاں
لیا عقل و دیں سے نہ کچھہ کام انہوں نے
کیا دینِ برحق کو بد نام انہوں نے

وہ دیں جس نے اعدا کو اخواں بنایا * وحوش اور بہائم کو انساں بنایا
درندوں کو غمخوارِ دوراں بنایا * گڈریوں کو عالم کا سلطاں بنایا
وہ خطہ جو تھا ایک ڈھوروں کا گلہ
گراں کردیا اُس کا عالم سے پلہ

عرب جسکا چرچا ہی یہہ کچھہ وہ کیا تھا * جہاں سے الگ اک جزیرہ نما تھا
زمانہ سے پیوند جس کا جدا تھا * نہ کشور ستاں تھا نہ کشور کشا تھا
تمدن کا اُس پر پڑا تھا نہ سایہ
ترقی کا تھا واں قدم تک نہ آیا

نہ آب و ہوا ایسی تھی روح پرور * کہ قابل ہی پیدا ہوں خود جس سے جوہر
نہ کچھہ ایسے ساماں تھے واں میسر * کنول جس سے کھلجائیں دل کے سراسر
نہ سبزہ تھا صحرا میں پیدا نہ پانی
فقط آبِ باراں پہ تھی زندگانی

زمیں سنگلاخ اور ہوا آتش افشاں * لوؤں کی لپٹ بادِ صرصر کے طوفاں
پہاڑ اور ٹیلے سراب اور بیاباں * کھجوروں کے جھنڈ اور خار مغیلاں
نہ کھیتوں میں غلہ نہ جنگل میں کھیتی
عرب اور کل کائنات اُسکی یہہ تھی

نہ واں مصر کی روشنی جلوہ گر تھی * نہ یونان کے علم و فن کی خبر تھی
وہی اپنی فطرت پہ طبعِ بشر تھی * خدا کی زمیں بن جتی سربسر تھی
پہاڑ اور صحرا میں ڈیرا تھا سب کا
تلے آسماں کے بسیرا تھا سب کا

کہیں آگ پجتی تھی واں بے محابا * کہیں تھا کواکب پرستی کا چرچا
بہت سے تھے تثلیث پر دل سے شیدا * بتوں کا عمل سو بسو جابجا تھا
کرشموں کا راہب کے تھا صید کوئی
طلسموں میں کاہن کے تھا قید کوئی

وہ دنیا میں گھر سب سے پہلا خدا کا * خلیل ایک معمار تھا جس بنا کا
ازل میں مشیت نے تھا جسکو تاکا * کہ اس گھر سے ابلیگا چشمہ ہدیٰ کا

وہ تیرتھ تھا اک بت پرستوں کا گویا
جہاں نام حق کا نہ تھا کوئی جویا

قبیلہ قبیلہ کا ایک بت جدا تھا * کسی کا ہبل تھا کسی کا صفا تھا
یہ عزے پہ وہ نائلہ پر فدا تھا * اسی طرح گھر گھر نیا ایک خدا تھا

نہاں ابر ظلمت میں تھا مہر انور
اندھیرا تھا فاران کی چوٹیوں پر

چلن انکے جتنے تھے سب وحشیانہ * ہر ایک لوٹ اور مار میں تھا یگانہ
فسادوں میں کٹتا تھا ان کا زمانہ * نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ

وہ تھے قتل و غارت میں چالاک ایسے
درندے ہوں جنگل میں بیباک جیسے

نہ ٹلتے تھے ہرگز جو اڑ بیٹھتے تھے * سلجھتے نہ تھے جب جھگڑ بیٹھتے تھے
جو دو شخص آپس میں لڑ بیٹھتے تھے * تو صدہا قبیلے بگڑ بیٹھتے تھے

بلند ایک ہوتا تھا گر واں شرارا
تو اس سے بھڑک اٹھتا تھا ملک سارا

وہ بکر اور تغلب کی باہم لڑائی * صدی جسمیں آدھی انہوں نے گنوائی
قبیلوں کی کردی تھی جس نے صفائی * تھی ایک آگ ہر سو عرب میں لگائی

نہ جھگڑا کوئی ملک و دولت کا تھا وہ
کرشمہ ایک ان کی جہالت کا تھا وہ

کہیں تھا مویشی چرانے پہ جھگڑا * کہیں پہلے گھوڑا بڑھانے پہ جھگڑا
لب جو کہیں آنے جانے پہ جھگڑا * کہیں پانی پینے پلانے پہ جھگڑا

یوں ہی روز ہوتی تھی تکرار ان میں
یوں ہی چلتی رہتی تھی تلوار ان میں

جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر میں دختر * تو خوف شماتت سے بے رحم مادر
پھرے دیکھتی جب تھی شوہر کے تیور * کہیں زندہ گاڑ آتی تھی اس کو جا کر

وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی
جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی

جوا اُن کی دنرات کی دلگی تھی * شراب اُنکی گھٹی میں گویا پڑی تھی
تعیش تھا غفلت تھی دیوانگی تھی * غرض ہرطرح اُن کی حالت بری تھی
بہت اسطرح گذری تھیں اُنکو صدیاں
کہ چھائی ہوئی نیکیوں پر تھیں بدیاں

یکایک ہوئی غیرت حق کو حرکت * بڑھا جانب بوقبیس ابر رحمت
ادا خاک بطحا نے کی وہ ودیعت * چلے آتے تھے جسکی دیتے شہادت
ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا
دعائے خلیل اور نوید مسیحا

ہوئے محو عالم سے آثار ظلمت * کہ طالع ہوا ماہ برج سعادت
نہ چٹکی مگر چاندنی ایک مدت * کہ تھا ابر میں ماہتاب رسالت
یہ چالیسویں سال لطف خدا سے
کیا چاند نے کھیت غار حرا سے

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا * مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنیوالا * وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماوے
یتیموں کا والی غلاموں کا مولی

خطا کار سے در گذر کرنے والا * بداندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا * قبائل کو شیر و شکر کرنے والا
اُتر کر حرا سے سوے قوم آیا
اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا

مس خام کو جس نے کندن بنایا * کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا * پلٹ دی بس اک آن میں اُسکی کایا
رہا ڈر نہ بیڑے کو موج بلا کا
اِدھر سے اُدھر پھر گیا رخ ہوا کا

پڑی کان میں دھات تھی اک نکمی * نہ کچھ قدر تھی اور نہ قیمت تھی جسکی
طبیعت میں جو اُسکے جوہر تھے اصلی * ہوئے سب تھے مٹی میں ملکر وہ مٹی
پہ تھا ثبت علم قضا و قدر میں
کہ بن جائیگی وہ طلا اک نظر میں

وہ فخر عرب زیب محراب و منبر * تمام اہل مکہ کو ہمراہ لے کر
گیا ایک دن حسب فرمان داور * سوے دشت اور چڑھ کے کوہ صفا پر
یہہ فرمایا سب سے کہ اے آل غالب
سمجھتے ہو تم مجھہ کو صادق کہ کاذب

کہا سب نے "قول آج تک کوئی تیرا * کبھی ہم نے جھوٹا سنا اور نہ دیکھا
کہا گر سمجھتے ہو تم مجھہ کو ایسا * تو باور کرو گے اگر میں کہوں گا
کہ فوج گراں پشت کوہ صفا پر
پڑی ہے کہ لوٹے تمہیں گھات پاکر

کہا " تیری ہر بات کا یہاں یقیں ہے * کہ بچپن سے صادق ہے تو اور امیں ہے
کہا " گر مری بات یہہ دل نشیں ہے * تو سن لو خلاف اسمیں اصلا نہیں ہے
کہ سب قافلہ یہاں سے ہے جانے والا
ڈرو اُس سے جو وقت ہے آنے والا

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی * عرب کی زمیں جسنے ساری ہلادی
نئی اِک لگن دلمیں سب کے لگادی * اِک آواز میں سوتی بستی جگادی
پڑا ہر طرف غل یہہ پیغام حق سے
کہ گونج اُٹھے دشت و جبل نام حق سے

سبق پھر شریعت کا اُن کو پڑھایا * حقیقت کا گر اُن کو اک اک بتایا
زمانہ کے بگڑے ہوؤں کو بنایا * بہت دن کے سوتے ہوؤں کو جگایا
کھلے تھے نہ جو راز اب تک جہاں پر
وہ دکھلا دیئے ایک پردہ اُٹھا کر

کسی کو ازل کا نہ تھا یاد پیماں * بھلائے تھے بندوں نے مالک کے فرماں
زمانہ میں تھا دور صہبائے بطلاں * مئے حق سے محرم نہ تھی بزم دوراں
اچھوتا تھا توحید کا جام اب تک
خم معرفت کا تھا منہ خام اب تک

نہ واقف تھے انساں قضا اور جزا سے * نہ آگاہ تھے مبدا و منتہی سے
لگائی تھی ایک اک نے لو ما سوا سے * پڑے تھے بہت دور بندے خدا سے
یہہ سنتے ہی تھرا گیا گلہ سارا
یہہ راعی نے للکار کر جب پکارا

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق * زباں اور دل کی شہادت کے لائق
اسی کے ہیں فرماں اطاعت کے لائق * اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق

لگاؤ تو لو اپنی اس سے لگاؤ
جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

اسی پر ہمیشہ بھروسہ کرو تم * اسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم
اسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم * اسی کی طلب میں مرو جب مرو تم

مبرا ہے شرکت سے اس کی خدائی
نہیں اس کے آگے کسی کو بڑائی

خرد اور ادراک رنجور ہیں واں * مہ و مہر ادنی سے مزدور ہیں واں
جہاندار مغلوب و مقہور ہیں واں * نبی اور صدیق مجبور ہیں واں

نہ پرسش ہے رہبان و احبار کی واں
نہ پروا ہے ابرار و احرار کی واں

تم اوروں کی مانند دھوکا نہ کھانا * کسی کو خدا کا نہ بیٹا بنانا
مری حد سے رتبہ نہ میرا بڑھانا * بڑھا کر بہت تم نہ مجھ کو گھٹانا

سب انساں ہیں واں جسطرح سرفگندہ
اسیطرح ہوں میں بھی ایک اسکا بندہ

بنانا نہ تربت کو میری صنم تم * نہ کرنا مری قبر پر سر کو خم تم
نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھسے کم تم * کہ بیچارگی میں برابر ہیں ہم تم

مجھے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی
کہ بندہ بھی ہوں اس کا اور ایلچی بھی

اسیطرح دل انکا ایک سے توڑا * ہر ایک قبلۂ کج سے منہ انکا موڑا
کہیں ماسوی کا علاقہ نہ چھوڑا * خداوند سے رشتہ بندوں کا جوڑا

کبھی کے جو پھرتے تھے مالک سے بھاگے
دئے سر جھکا ان کے مالک کے آگے

پتا اصل مقصود کا پایا گیا جب * نشاں گنج دولت کا ہاتھ آگیا جب
محبت سے دل ان کا گرما گیا جب * سماں ان پہ توحید کا چھا گیا جب

سکھائے معیشت کے آداب ان کو
پڑھائے تمدن کے سب باب ان کو

چنانچہ اُنھوں وقت کی قدر و قیمت * دلائی اُنھیں کام کی حرص و رغبت
کہا چھوڑدیں گے سب آخر رفاقت * ہو فرزند و زن اُسمیں یا مال و دولت

نہ چھوڑے گا پر ساتھہ ہرگز تمہارا
بھلائی میں جو وقت تم نے گذارا

غنیمت ہی صحت علالت سے پہلے * فراغت مشاغل کی کثرت سے پہلے
جوانی- بڑھاپے کی زحمت سے پہلے * اقامت - مسافر کی رحلت سے پہلے

فقیری سے پہلے غنیمت ہی دولت
جو کرنا ہی کرلو کہ تھوڑی ہی مہلت

یہہ کہکر کیا علم پر اُن کو شیدا * کہ "ہیں دور رحمت سے سب اہل دنیا
مگر دھیان ہی جنکو ہر دم خدا کا * ہی تعلیم کا یا سدا جن میں چرچا

اُنھیں کے لیئے یہاں ہی نعمت خدا کی
اُنھیں پر ہی وہاں جاکے رحمت خدا کی

سکھائی انھوں نوع انساں پہ شفقت * کہا " ہی یہہ اسلامیوں کی علامت
کہ ہمسایہ سے رکھتے ہیں وہ محبت * شب و روز پھونچاتے ہیں اُسکو راحت

وہ جو حق سے اپنے لیئے چاہتے ہیں
وہی ہر بشر کے لیئے چاہتے ہیں

خدا رحم کرتا نہیں اُس بشر پر * نہو درد کی چوٹ جس کے جگر پر
کسی کے گر آفت گذر جاے سر پر * پڑے غم کا سایہ نہ اُس بے اثر پر

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

ڈرایا تعصب سے اُن کو یہہ کہکر * کہ زندہ رہا اور مرا جو اسی پر
ہوا وہ ہماری جماعت سے باہر * نہ ساتھی ہمارا نہ ہم اُس کے یاور

نہیں حق سے کچھہ اُس محبت کو بہرہ
کہ جو تمکو اندھا کرے اور بہرہ

بچایا برائی سے اُن کو یہہ کہکر * کہ طاعت سے ترک معاصی ہی بہتر
تورع کا ہی ذات میں جن کی جوہر * نہ ہونگے کبھی عابد اُن کے برابر

کرو ذکر اہل ورع کا جہاں تم
نہ لو عابدوں کا کبھی نام واں تم

غریبوں کو محنت کی رغبت دلائی * کہ بازو سے اپنے کرو تم کمائی
خبر تاکہ لو اُس سے اپنی پرائی * نہ کرنی پڑے تم کو در در گدائی
طلب سے ہی دنیا کے گر یاں یہہ نیت
تو چمکوگے واں ماہ کامل کی صورت

امیروں کو تنبیہہ کی اس طرح پر * کہ ہیں تم میں جو اغنیا اور تونگر
اگر اپنے طبقہ میں ہوں سب سے بہتر * بنی نوع کے ہوں مدد گار و یاور
نہ کرتے ہوں بے مشورت کام ہرگز
اُٹھاتے نہ ہوں بے دھڑک گام ہرگز

تو مردوں سے آسودہ تر ہے وہ طبقہ * زمانہ مبارک ملے جس کو ایسا
پہ جب اہل دولت ہوں اشرار دنیا * نہ ہو عیش میں جن کو اوروں کی پروا
نہیں اُس زمانہ میں کچھہ خیر و برکت
اقامت سے بہتر ہے اُس وقت رحلت

دیئے پھیر دل اُن کے مکر و ریا سے * بھرا اُن کے سینہ کو صدق و صفا سے
بچایا انہیں کذب سے افترا سے * کیا سرخرو خلق سے اور خدا سے
رہا قول حق میں نہ کچھہ باک اُن کو
بس اِک شوب میں کردیا پاک اُن کو

کہیں حفظ صحت کے آئین سکھائے * سفر کے کہیں شوق اُن کو دلائے
معاد اُن کو سوداگری کے سجھائے * اصول اُن کو فرماندہی کے بتائے
نشاں راہ و منزل کا ایک ایک دکھایا
بنی نوع کا اُن کو رہبر بنایا

ہوئی ایسی عادت پہ تعلیم غالب * کہ باطل کے شیدا ہوئے حق کے طالب
مناقب سے بدلے گئے سب مطالب * ہوئے روح سے بہرہ ور اُن کے قالب
جسے راج رد کرچکے تھے وہ پتھر
ہوا جاکے آخر کو قایم سرے پر

جب اُمت کو سب مل چکی حق کی نعمت * ادا کر چکی فرض اپنا رسالت
رہی حق پہ باقی نہ بندوں کی حجت * نبی نے کیا خلق سے قصد رحلت
تو اسلام کی وارث اِک قوم چھوڑی
کہ دنیا میں جسکی مثالیں ہیں تھوڑی

سب اسلام کے حکم بردار بندے * سب اسلامیوں کے مددگار بندے
خدا اور نبي کے وفادار بندے * يتيموں کے رانڈوں کے غمخوار بندے

رہ کفر و باطل سے بيزار سارے
نشہ ميں مئے حق کے سرشار سارے

جہالت کي رسميں مٹا دينے والے * کہانت کي بنياد ڈھا دينے والے
سر احکام دين پر جھکا دينے والے * خدا کے ليئے گھر لٹا دينے والے

ہر آفت ميں سينہ سپر کرنے والے
فقط ايک اللہ سے ڈرنے والے

اگر اختلاف أن ميں باہمدگر تھا * تو بالکل مدار أس کا اخلاص پر تھا
جھگڑتے تھے ليکن نہ جھگڑوں ميں شر تھا * خلاف آشتي سے خوش آيندہ تر تھا

يہ تھي موج پہلي أس آزادگي کي
ہرا جس سے ہونے کو تھا باغ گيتي

نہ کھانوں ميں تھي واں تکلف کي کلفت * نہ پوشش سے مقصود تھي زيب و زينت
امير اور لشکر کي تھي ايک صورت * فقير اور غني سب کي تھي ايک حالت

لگايا تھا مالي نے اک باغ ايسا
نہ تھا جس ميں چھوٹا بڑا کوئي پودا

خليفہ تھے أمت کے ايسے نگہباں * ہو گلہ کا جيسے نگہباں چوپاں
سمجھتے تھے ذمي و مسلم کو يکساں * نہ تھا عبد و حر ميں تفاوت نماياں

کنيز اور بانو تھي آپس ميں ايسي
زمانہ ميں ماں جائي بہنيں ہوں جيسي

رہ حق ميں تھي دوڑ اور بھاگ أن کي * فقط حق پہ تھي جس سے تھي لاگ أن کي
بھڑکتي نہ تھي خود بخود آگ أن کي * شريعت کے قبضہ ميں تھي باگ أن کي

جہاں کرديا نرم نرما گئے وہ
جہاں کرديا گرم گرما گئے وہ

کفايت جہاں چاہيئے وہاں کفايت * سخاوت جہاں چاہيئے وہاں سخاوت
جچي اور تلي دشمني اور محبت * نہ بے وجہ ألفت نہ بے وجہ نفرت

جھکا حق سے جو جھک گئے أس سے وہ بھي
رکا حق سے جو رک گئے أس سے وہ بھي

ترقی کا جس دم خیال اُن کو آیا * اِک اندھیر تھا ربع مسکوں میں چھایا
ہر اک قوم پر تھا تنزل کا سایا * بلندی سے تھا جس نے سب کو گرایا
وہ قومیں جو ہیں آج گردوں کے تارے
دھندلکے میں پستی کے پنہاں تھے سارے

نہ وہ دور دورہ تھا عبرانیوں کا * نہ وہ بخت و اقبال نصرانیوں کا
پراگندہ دفتر تھا یونانیوں کا * پریشان تھا شیرازہ ساسانیوں کا
جہاز اہل روما کا تھا ڈگمگاتا
چراغ اہل ایران کا تھا ٹمٹماتا

اِدھر ہند میں ہر طرف تھا اندھیرا * کہ تھا گیان گن کا لدا یہاں سے ڈیرا
اُدھر تھا عجم کو جہالت نے گھیرا * کہ دل سب نے کیش زرتش سے تھا پھیرا
نہ بھگوان کا دھیان تھا گیانیوں میں
نہ یزداں پرستی تھی موبدانیوں میں

ہوا ہر طرف موج زن تھی بلا کی * گلوں پر چھری چل رہی تھی جفا کی
مروت کی حد تھی نہ پرسش خطا کی * بڑی لٹ رہی تھی ودیعت خدا کی
زمیں پر تھا ابر ستم کا تریڑا
تباہی میں تھا نوع انسان کا بیڑا

وہ قومیں جو ہیں آج غمخوار انساں * درندوں کی اور اُنکی طینت تھی یکساں
جہاں عدل کے آج جاری ہیں فرماں * بہت دور پہنچا تھا واں ظلم و طغیاں
بنے آج جو گلہ باں ہیں ہمارے
وہ تھے بھیڑیے آدمی خوار سارے

ہنر کا جہاں گرم بازار ہے اب * جہاں عقل و دانش کا بیوپار ہے اب
جہاں ابر رحمت گہر بار ہے * جہاں ہن برستا لگاتار ہے اب
تمدن کا پیدا نہ تھا واں نشاں تک
سمندر کی آئی نہ تھی موج واں تک

نہ رستہ ترقی کا اب تک کھلا تھا * نہ زینہ بلندی پہ کوئی لگا تھا
وہ صحرا انہیں قطع کرنا پڑا تھا * جہاں نقش پا تھا نہ شور درا تھا
جو ہیں کان میں حق کی آواز آئی
لگا کرنے خود اُن کا دل رہنمائی

گھٹا اک پہاڑوں سے بطحا کی اُٹھی * پڑی چارسو یک بیک دھوم جس کی
کڑک اور دمک دور دور اُسکی پہنچی * جو ٹیگس پہ گرجی تو گنگا پہ برسی
رہے اُس سے محروم آبی نہ خاکی
ہری ہوگئی ساری کھیتی خدا کی

کیا اُمیوں نے جہاں میں اُجالا * ہوا جس سے اسلام کا بول بالا
بتوں کو عرب اور عجم سے نکالا * ہر اک ڈوبتی ناو کو جا سنبھالا
زمانہ میں پھیلائی توحید مطلق
لگی آنے گھر گھر سے آواز حق حق

ہوا غلغلہ نیکیوں کا بدوں میں * پڑی کھلبلی کفر کی سرحدوں میں
ہوئی آتش افسردہ آتشکدوں میں * لگی خاک سی اُڑنے سب معبدوں میں
ہوا کعبہ آباد سب گھر اُجڑ کر
جمے ایک جا سارے دنگل بچھڑ کر

لئے علم و فن اُن سے نصرانیوں نے * کیا کسب اخلاق روحانیوں نے
ادب اُن سے سیکھا صفاہانیوں نے * کہا بڑہ کے لبیک یزدانیوں نے
ہراک دل سے رشتہ جہالت کا توڑا
کوئی گھر نہ دنیا میں تاریک چھوڑا

ارسطو کے مردہ فنوں کو جلایا * فلاطون کو زندہ پھر کر دکھایا
ہر اک شہر و قریہ کو یونان بنایا * مزا علم و حکمت کا سب کو چکھایا
کیا برطرف پردہ چشم جہاں سے
جگایا زمانہ کو خواب گراں سے

ہر اک میکدہ سے بھرا جاکے ساغر * ہراک گھاٹ سے آئے سیراب ہوکر
گرے مثل پروانہ ہر روشنی پر * گرہ میں لیا باندہ حکم پیمبر
کہ " حکمت کو اک گمشدہ لال سمجھو
جہاں پاو اپنا اُسے مال سمجھو "

ہر اک علم کے فن کے جویا ہوئے وہ * ہراک کام میں سب سے بالا ہوئے وہ
فلاحت میں بےمثل و یکتا ہوئے وہ * سیاحت میں مشہور دنیا ہوئے وہ
ہراک ملک میں اُنکی پھیلی عمارت
ہراک قوم نے اُن سے سیکھی تجارت

کیا جا کے آباد ہر ملک ویران * مہیا کیئے سب کی راحت کے ساماں
خطرناک تھے جو پہاڑ اور بیاباں * اُنہیں کردیا رشک صحن گلستاں

بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہی
یہہ سب پود اُنہیں کی لگائی ہوئی ہی

یہہ ہموار سڑکیں یہہ راہیں مصفا * دو طرفہ برابر درختوں کا سایا
نشاں جابجا میل و فرسخ کے برپا * سر رہ کوئیں اور سرائیں مہیا

اُنہیں کے ہیں سب نے یہہ چربے اُتارے
اُسی قافلہ کے نشاں ہیں یہہ سارے

سدا اُن کو مرغوب سیر و سفر تھا * ہر اک بر اعظم میں اُنکا گذر تھا
تمام اُن کا چھایا ہوا بحر و بر تھا * جو لنکا میں ڈیرا تو بربر میں گھر تھا

وہ گنتے تھے یکساں وطن اور سفر کو
گھر اپنا سمجھتے تھے ہر دشت و در کو

جہاں کو ہی یاد اُن کی رفتار ابتک * کہ نقش قدم ہیں نمودار ابتک
ملایا میں ہیں اُن کے آثار ابتک * اُنہیں رو رہا ہی ملیبار ابتک

ہمالہ کو ہیں واقعات اُن کے ازبر
نشاں اُن کے باقی ہیں جبرالٹر پر

نہیں اس طبق پر کوئی بر اعظم * نہوں جسمیں اُنکی عمارات محکم
عرب- ہند- مصر - اندلس-شام-دیلم * بناوں سے ہی اُن کی معمور عالم

سر کوہ آدم سے تا کوہ بیضا
جہاں جاوگے کھوج پاوگے اُن کا

وہ سلکیں محل اور وہ اُن کی صفائی * جمی جنکے کھنڈروں پہ ہی آج کائی
وہ مرقد کہ گنبد تھے جن کے طلائی * وہ معبد جہاں جلوہ گر تھی خدائی

زمانہ نے گو اُن کی برکت اُٹھالی
نہیں کوئی ویرانہ پر اُن سے خالی

ہوا اُندلس اُن سے گلزار یکسر * جہاں اُن کے آثار باقی ہیں اکثر
جو چاہی کوئی دیکھہ لے آج جاکر * یہہ ہی بیت حمرا کی گویا زباں پر

کہ تھے آل عدناں سے میرے بانی
عرب کی ہوں میں اس زمیں پر نشانی

ہویدا ہی غرناطہ سے شوکت اُن کی * عیاں ہی بلنسیہ سے قدرت اُن کی
بطلیوس کو یاد ہی عظمت اُن کی * ٹپکتی ہی قادس میں سرحسرت اُنکی
نصیب اُن کا اشبیلیہ میں ہی سوتا
شب و روز ہی قرطبہ اُن کو روتا

کوئی قرطبہ کے کھنڈر جاکے دیکھے * مساجد کے محراب و در جاکے دیکھے
حجازی امیروں کے گھر جاکے دیکھے * خلافت کو زیر و زبر جاکے دیکھے
جلال اُن کا کھنڈروں میں ہی یوں چمکتا
کہ ہو خاک میں جیسے کندن دمکتا

وہ بلدہ کہ فخر بلاد جہاں تھا * تر و خشک پر جسکا سکہ رواں تھا
گڑا جس میں عباسیوں کا نشاں تھا * عراق عرب جس سے رشک جناں تھا
اُڑا لے گئی باد پندار جس کو
بہا لے گئی سیل ادبار جس کو

سنے گوش عبرت سے گر جاکے انساں * تو وہاں ذرہ ذرہ یہہ کرتا ہی اعلاں
کہ تھا جن دنوں مہر اسلام تاباں * ہوا یہاں کی تھی زندگی بخش دوراں
پڑی خاک ایتھنز میں جاں یہیں سے
ہوا زندہ پھر نام یوناں یہیں سے

وہ لقمان و سقراط کے در مکنوں * وہ اسرار بقراط و درس فلاطوں
ارسطو کی تعلیم سولن کے قانوں * پڑے تھے کسی قبر کہنہ میں مدفوں
یہیں آکے مہر سکوت اُن کی ٹوٹی
اِسی باغ رعنا سے بو اُن کی پھوٹی

یہہ تھا علم پر وہاں توجہ کا عالم * کہ ہو جیسے مجروح جویائے مرہم
کسی طرح پیاس اُن کی ہوتی نہ تھی کم * بجھاتا تھا آگ اُن کی باراں نہ شبنم
حریم خلافت میں اونٹوں پہ لد کر
چلے آتے تھے مصر و یوناں کے دفتر

وہ تارے جو تھے شرق میں لمعہ افگن * پہ تھا اُن کی کرنوں سے تا غرب روشن
نوشتوں سے ہیں جن کے اب تک مزین * کتب خانۂ پیرس و روم و لندن
پڑا غلغلہ جن کا تھا کشوروں میں
وہ سوتے ہیں بغداد کے مقبروں میں

وہ سنجار کا اور کوفہ کا میداں * فراہم ہوئے جس میں مساح دوراں
کرہ کی مساحت کے پھیلائے ساماں * ہوئی جزو سے قدر کل کی نمایاں
زمانہ وہاں آج تک نوحہ گر ہے
کہ عباسیوں کی سبھا وہ کدھر ہے

سمرقند سے اندلس تک سراسر * اُنھیں کی رصد گاہیں تھیں جلوہ گستر
سواد مراغہ میں اور قاسیوں پر * زمیں سے صدا آرہی ہے برابر
کہ جن کی رصد کے یہہ باقی نشاں ہیں
وہ اسلامیوں کے منجم کہاں ہیں

مورخ ہیں جو آج تحقیق والے * تفحص کے ہیں جن کے آئین نرالے
جنھوں نے ہیں عالم کے دفتر کھنگالے * زمیں کے طبق سر بسر چھان ڈالے
عرب ہی نے دل اُن کے جاکر اُبھارے
عرب ہی سے وہ پھرنے سیکھے ترارے

اندھیرا تواریخ پر چھا رہا تھا * ستارہ روایت کا گہنا رہا تھا
درایت کے سورج پہ ابر آرہا تھا * شہادت کا میدان دھندلا رہا تھا
سر رہ چراغ اک عرب نے جلایا
ہر اک قافلہ کا نشاں جس سے پایا

گروہ ایک جویا تھا علم نبی کا * لگایا پتا جس نے ہر مفتری کا
نہ چھوڑا کوئی رخنہ کذب خفی کا * کیا قافیہ تنگ ہر مدعی کا
کیئے جرح و تعدیل کے وضع قانوں
نہ چلنے دیا کوئی باطل کا افسوں

اسی دھن میں آساں کیا ہر سفر کو * اسی شوق میں طے کیا بحر و بر کو
سنا خازن علم دیں جس بشر کو * لیا اُس سے جاکر خبر اور اثر کو
پھر آپ اُس کو پرکھا کسوٹی پہ رکھکر
دیا اور کو خود مزا اُس کا چکھہ کر

کیا فاش راوی میں جو عیب پایا * مناقب کو چھانا مثالب کو تایا
مشایخ میں جو قبح نکلا جتایا * ائمہ میں جو داغ دیکھا بتایا
طلسم ورع ہر مقدس کا توڑا
نہ ملا کو چھوڑا نہ صوفی کو چھوڑا

رجال اور اسانید کے جو ہیں دفتر * گواہ اُن کی آزادگی کے ہیں یکسر
نہ تھا اُن کا احسان یہ اک اہل دیں پر * وہ تھے اس میں ہر قوم و ملت کے رہبر

لبرٹی میں جو آج فائق ہیں سب سے
بتائیں کہ لبرل بنے ہیں وہ کب سے

فصاحت کے دفتر تھے سب گاؤ خوردہ * بلاغت کے رستے تھے سب نا سپردہ
اُدھر روم کی شمع انشا تھی مردہ * اِدھر آتش پارسی تھی فسردہ

یکایک جو برق آکے چمکی عرب کی
کھلی کی کھلی رہ گئی آنکھ سب کی

عرب کی جو دیکھی وہ آتش زبانی * سنی بر محل اُن کی شیوا بیانی
وہ اشعار کی دل میں ریشہ دوانی * وہ خطبوں کی مانند دریا روانی

وہ جادو کے جملے وہ فقرے فسوں کے
تو سمجھے کہ گویا ہم اب تک تھے گونگے

سلیقہ کسی کو نہ تھا مدح و ذم کا * نہ ڈھب یاد تھا شرح شادی و غم کا
نہ انداز تلقین وعظ و حکم کا * خزانہ تھا مدفون زبان اور قلم کا

نوا سنجیاں اُن سے سیکھیں یہ سب نے
زباں کھول دی سب کی نطق عرب نے

زمانہ میں پھیلی طب اُن کی بدولت * ہوئے بہرہ ور جس سے ہر قوم و ملت
نہ صرف ایک مشرق میں تھی اُنکی شہرت * مسلم تھی مغرب تک اُنکی حذاقت

سلرنو میں جو ایک نامی مطب تھا
وہ مغرب میں عطار مشک عرب تھا

ابو بکر رازی علی ابن موسیٰ * حکیم گرامی حسین ابن سینا
حنین ابن اسحاق قسطس دانا * ضیا ابن بیطار راس الاطبا

انہیں کے ہیں مشرق میں سب نام لیوا
انہیں سے ہی مغرب کا سب پار کھیوا

غرض فن ہیں جو مایہ دین و دولت * طبیعی الٰہی ریاضی و حکمت
طب اور کیمیا ہندسہ اور ہیئت * سیاحت تجارت عمارت فلاحت

لگاؤ گے کھوج اُن کا جاکر جہاں تم
نشاں اُن کے قدموں کے پاؤ گے واں تم

ہوا گو کہ پامال بستان عرب کا * مگر اک جہاں ہی غزلخواں عرب کا
ہرا کر گیا سب کو باران عرب کا * سپید و سیہ پر ہی احسان عرب کا

وہ قومیں جو ہیں آج سرتاج سب کی
کنوڈی رہیں گی ہمیشہ عرب کی

رہے جب تک ارکان اسلام برپا * چلن اہل دیں کا رہا سیدھا سادا
رہا میل سے شہد صافی مصفا * رہی کھوٹ سے سیم خالص مبرا

نہ تھا کوئی اسلام کا مرد میداں
علم ایک تھا شش جہت میں درفشاں

پہ گدلا ہوا جب کہ چشمہ صفا کا * گیا چھوٹ سررشتہ دین ہدی کا
رہا سر پہ باقی نہ سایہ ہما کا * تو پورا ہوا عہد تھا جو خدا کا

کہ ہم نے بگاڑا نہیں کوئی اب تک
وہ بگڑا نہیں آپ دنیا میں جب تک

برے اُنپہ وقت آکے پڑنے لگے اب * وہ دنیا میں بسکر اُجڑنے لگے اب
بھرے اُن کے میلے بچھڑنے لگے اب * بنے تھے وہ جیسے بگڑنے لگے اب

ہری کھیتیاں جل گئیں لہلہا کر
گھٹا کھل گئی سارے عالم پہ چھاکر

نہ ثروت رہی اُن کی قایم نہ عزت * گئے چھوڑ ساتھ اُن کا اقبال دولت
ہوئے علم و فن اُنسے ایک ایک رخصت * مٹیں خوبیاں ساری نوبت بہ نوبت

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

ملے کوئی ٹیلا اگر ایسا اونچا * کہ آتی ہو وہاں سے نظر ساری دنیا
چڑھے اُس پہ پھر اک خردمند دانا * کہ قدرت کے دنگل کا دیکھے تماشا

تو قوموں میں فرق اسقدر پائیگا وہ
کہ عالم کو زیر و زبر پائیگا وہ

وہ دیکھیگا ہر سو ہزاروں چمن وہاں * بہت تازہ تر صورت باغ رضواں
بہت اُنسے کمتر پہ سرسبز و خنداں * بہت خشک اور بے طراوت مگر ہاں

نہیں لائے گو برگ و بار اُن کے پودے
نظر آتے ہیں ہونہار اُن کے پودے

پھر اک باغ دیکھے گا اجڑا سراسر * جہاں خاک اڑتی ہے ہرسو برابر
نہیں تازگی کا کہیں نام جس پر * ہری ٹہنیاں جھڑ گئیں جس کی جل کر

نہیں پھول پھل جس میں آنے کے قابل
ہوئے روکھ جس کے جلانے کے قابل

جہاں زہر کا کام کرتا ہے باراں * جہاں آ کے دیتا ہے رو ابر نیساں
تردد سے جو اور ہوتا ہے ویراں * نہیں راس جس کو خزاں اور بہاراں

یہ آواز پیہم وہاں آ رہی ہے
کہ اسلام کا باغ ویراں یہی ہے

وہ دین حجازی کا بیباک بیڑا * نشاں جس کا اقصائے عالم میں پہنچا
مزاحم ہوا کوئی خطرہ نہ جس کا * نہ عماں میں ٹھٹکا نہ قلزم میں جھجکا

کئے پے سپر جس نے ساتوں سمندر
وہ ڈوبا دہانے میں گنگا کے آ کر

اگر کان دھر کر سنیں اہل عبرت * تو سیلون سے تابہ کشمیر و تبت
زمیں روکھ بن پھول پھل ریت پربت * یہ فریاد سب کر رہے ہیں بہ حسرت

کہ کل فخر تھا جن سے اہل جہاں کو
لگا ان سے عیب آج ہندوستاں کو

حکومت نے تم سے کیا گو کنارا * تو اس میں نہ تھا کچھ تمہارا اجارا
زمانہ کی گردش سے ہے کس کو چارا * کبھی یہاں سکندر کبھی یہاں ہے دارا

نہیں بادشاہی کچھ آخر خدائی
جو ہے آج اپنی تو کل ہے پرائی

ہوئی مقتضی جب کہ حکمت خدا کی * کہ تعلیم جاری ہو خود آوروں کی
پڑی دھوم عالم میں دین ہدیٰ کی * تو عالم کی تم کو حکومت عطا کی

کہ پھیلاؤ دنیا میں حکم شریعت
کرو ختم بندوں پہ مالک کی حجت

ادا کر چکی جب حق اپنا حکومت * رہی اب نہ اسلام کو اس کی حاجت
مگر حیف اے فخر آدم کی امت * ہوئی آدمیت بھی ساتھ اس کے رخصت

حکومت تھی گویا کہ اک جھول تم پر
کہ اترتے ہی اس کے نکل آئے جوہر

زمانہ میں ہیں ایسی قومیں بہت سی * نہیں جنمیں تخصیص فرماندہی کی
پر آفت کبھی ایسی آئی نہ ہوگی * کہ گھر گھر پہ یہاں چھا گئی آکے پستی

چکور اور شہباز سب اوج پر ہیں
مگر ایک ہم ہیں کہ بے بال و پر ہیں

وہ ملت کہ گردوں پہ جس کا قدم تھا * ہر اک کھونٹ میں جسکا برپا علم تھا
وہ فرقہ جو آفاق میں محترم تھا * وہ اُمت لقب جسکا خیرالامم تھا

نشاں اُس کا باقی ہے صرف اِسقدر یاں
کہ گنتے ہیں اپنے کو ہم بھی مسلماں

وگرنہ ہماری رگوں میں لہو میں * ہمارے ارادوں میں اور جستجو میں
دلوں میں زبانوں میں اور گفتگو میں * طبیعت میں فطرت میں عادت میں خو میں

نہیں کوئی ذرہ نجابت کا باقی
اگر ہو کسی میں تو ہے اتفاقی

ہماری ہر اک بات میں سفلہ پن ہے * کمینوں سے بدتر ہمارا چلن ہے
لگا نام آبا کو ہم سے گہن ہے * ہمارا قدم ننگ اہل وطن ہے

بزرگوں کی توقیر کھوئی ہے ہم نے
عرب کی شرافت ڈبوئی ہے ہم نے

نہ قوموں میں عزت نہ جلسوں میں وقعت * نہ اپنوں سے اُلفت نہ غیروں سے ملت
مزاجوں میں سستی دماغوں میں نخوت * خیالوں میں پستی کمالوں سے نفرت

عداوت نہاں دوستی آشکارا
غرض کی تواضع غرض کی مدارا

نہ اہل حکومت کے ہمراز ہیں ہم * نہ درباریوں میں سرافراز ہیں ہم
نہ علموں میں شایان اعزاز ہیں ہم * نہ صنعت میں حرفت میں ممتاز ہیں ہم

نہ رکھتے ہیں کچھ منزلت نوکری میں
نہ حصہ ہمارا ہے سوداگری میں

تنزل نے کی ہے بری گت ہماری * بہت دور پہنچی ہے نکبت ہماری
گئی گذری دنیا سے عزت ہماری * نہیں کچھ اُبھرنے کی صورت ہماری

پڑے ہیں اک اُمید کے ہم سہارے
توقع پہ جنت کے جیتے ہیں سارے

سیاحت کے نکلے ہیں نہ مرد سفر ہیں * خدا کی خدائی سے ہم بے خبر ہیں
یہ دیواریں گھر کی جو پیش نظر ہیں * یہی اپنے نزدیک حد بشر ہیں
ہیں تالاب میں مچھلیاں کچھ فراہم
وہی اُن کی دنیا وہی اُن کا عالم

بہشت اور ارم سلسبیل اور کوثر * پہاڑ اور جنگل جزیرے سمندر
اسی طرح کے اور بھی نام اکثر * کتابوں میں پڑھتے رہے ہیں برابر
پہ جب تک نہ دیکھیں کہیں کس یقیں پر
کہ یہ آسماں پر ہیں یا ہیں زمیں پر

وہ بے مول پونجی کہ ہے اصل دولت * وہ شایستہ ملکوں کا گنج سعادت
وہ آسودہ قوموں کا راس البضاعت * وہ دولت کہ ہے وقت جس سے عبارت
نہیں اُس کی وقعت نظر میں ہماری
یونہیں مفت جاتی ہے برباد ساری

اگر ہم سے مانگے کوئی ایک پیسا * تو ہوگا کم و بیش بار اُس کا دینا
مگر ہاں وہ سرمایہ دین و دنیا * کہ ایک ایک لمحہ ہے انمول جس کا
نہیں کرتے خست اُڑانے میں اُس کے
بہت ہم سخی ہیں لٹانے میں اُس کے

اگر سانس دن رات کے سب گنیں ہم * تو نکلیں گے انفاس ایسے بہت کم
کہ ہو جن میں کل کے لئے کچھ فراہم * یونہیں گزرے جاتے ہیں دن رات پیہم
نہیں کوئی گویا خبردار ہم میں
کہ یہ سانس آخر ہیں اب کوئی دم میں

گڈریئے کا وہ حکم بردار کتا * کہ بھیڑوں کی ہر دم ہے رکھوالی کرتا
جو ریوڑ میں ہوتا ہے پتے کا کھڑکا * تو وہ شیر کی طرح پھرتا ہے بپھرا
گر انصاف کیجئے تو ہے ہم سے بہتر
کہ غافل نہیں فرض سے اپنے دم بھر

وہ قومیں جو سب راہیں طے کر چکی ہیں * ذخیرے ہر اک جنس کے بھر چکی ہیں
ہر اک بوجھ بار اپنے سر دھر چکی ہیں * ہوئیں تب ہیں زندہ کہ جب مر چکی ہیں
اسی طرح راہ طلب میں ہیں پویا
بہت دور ابھی اُن کو جانا ہے گویا

کسی وقت جی بھر کے سوتے نہیں وہ * کبھی سیر محنت سے ہوتے نہیں وہ
بضاعت کو اپنی ڈبوتے نہیں وہ * کوئی لمحہ بیکار کھوتے نہیں وہ
نہ چلنے سے تھکتے نہ اکتاتے ہیں وہ
بہت بڑھ گئے اور بڑھے جاتے ہیں وہ

مگر ہم کہ اب تک جہاں تھے وہیں ہیں * جمادات کی طرح بار زمیں ہیں
جہاں میں ہیں ایسے کہ گویا نہیں ہیں * زمانہ سے کچھ ایسے فارغ نشیں ہیں
کہ گویا ضروری تھا جو کام کرنا
وہ سب کرچکے ایک باقی ہے مرنا

یہاں اور ہیں جتنی قومیں گرامی * خود اقبال ہے آج اُن کا سلامی
تجارت میں ممتاز دولت میں نامی * زمانہ کی ساتھی ترقی کی حامی
نہ فارغ ہیں اولاد کی تربیت سے
نہ بے فکر ہیں قوم کی تقویت سے

دکاں اُنکی ہے اور بازار اُن کا * بنج اُن کا ہے اور بیوپار اُن کا
زمانہ میں پھیلا ہے بیوپار اُن کا * ہے پیرو جواں برسر کار اُن کا
مدار اہلکاری کا ہے اب اُنہیں پر
اُنہیں کے ہیں آفس اُنہیں کے ہیں دفتر

معزز ہیں ہر ایک دربار میں وہ * گرامی ہیں ہر ایک سرکار میں وہ
نہ رسوا ہیں عادات و اطوار میں وہ * نہ بدنام گفتار و کردار میں وہ
نہ پیشہ سے حرفہ سے انکار اُن کو
نہ محنت مشقت سے کچھ عار اُن کو

جو گرتے ہیں گر کر سنبھل جاتے ہیں وہ * پڑے زد تو بچ کر نکل جاتے ہیں وہ
ہر اک سانچے میں جا کے ڈھل جاتے ہیں وہ * جہاں رنگ بدلا بدل جاتے ہیں وہ
ہر اک وقت کا مقتضا جانتے ہیں
زمانہ کے تیور وہ پہچانتے ہیں

مگر ہے ہماری نظر اتنی اونچی * کہ یکساں ہے واں سب بلندی و پستی
نہیں اب تک اصلا خبر ہم کو یہ بھی * کہ ہے کون مردار کتنا ترقی
جدھر کھول کر آنکھ ہم دیکھتے ہیں
زمانہ کو اپنے سے کم دیکھتے ہیں

زمانہ کا دن رات ہی یہہ اشارہ * کہ ہی آشتی میں مرے یہاں گزارا
نہیں پھروی جن کو میری گوارا * مجھے اُن سے کرنا پڑے گا کنارہ
سدا ایک ہی رخ نہیں ناؤ چلتی
چلو تم اُدھر کو ہوا ہو جدھر کی

چمن میں ہوا آچکی ہی خزاں کی * پھری ہی نظر دیر سے باغباں کی
صدا اور ہی بلبل نغمہ خواں کی * کوئی دم میں رحلت ہی اب گلستاں کی
تباہی کے خواب آرہے ہیں نظر سب
مصیبت کی ہی آنیوالی سحر اب

فلاکت جسے کہئے ام الجرائم * نہیں رہتے ایماں پہ دل جس سے قایم
بناتی ہی انساں کو جو بہائم * مصلی ہیں دل جمع جس سے نہ صائم
وہ یوں اہل اسلام پر چھا رہی ہی
کہ مسلم کی گویا نشانی یہی ہی

کہیں مکر کے گُر سکھاتی ہی ہم کو * کہیں جھوٹ کی لولاتی ہی ہمکو
خیانت کی چالیں سجھاتی ہی ہمکو * خوشامد کی گھاتیں بتاتی ہی ہمکو
فسوں جب یہہ پاتی نہیں کارگر وہ
تو کرتی ہی آخر کو دریوزہ گر وہ

یہاں جتنی قومیں ہماری سوا ہیں * ہزار اُنمیں خوش ہیں تو دو بینوا ہیں
یہاں لاکھہ میں دو اگر اغنیا ہیں * تو سونیم بسمل ہیں باقی گدا ہیں
ذرا کام غیرت کو فرمائیں گر ہم
تو سمجھیں کہ ہیں مبتذل کسقدر ہم

بگاڑے ہیں گردش نے جو خاندانی * نہیں جانتے بسکہ روٹی کمانی
دلوں میں ہی یہہ یکقلم سب نے ٹھانی * کہ کیجئے بسر مانگ کر زندگانی
جہاں قدر دانوں کا ہیں کھوج پاتے
پہنچتے ہیں واں مانگتے اور کھاتے

کہیں باپ دادا کا ہیں نام لیتے * کہیں روشنائی سے ہیں کام لیتے
کہیں جھوٹے وعدوں پہ ہیں وام لیتے * یو نہیں ہیں وہ دیدے کے دم دام لیتے
بزرگوں کے نازاں ہیں جس نام پر وہ
اُسے بیچتے پھرتے ہیں در بدر وہ

بہت ہیں ڈھنگ اُن تازہ آفت زدوں کے * بہت کم زمانہ ہوا جن کو بگڑے
ابھی ایک عالم ہی آگاہ جن سے * کہ ہیں کسکے بیٹے وہ اور کسکے پوتے
جنہیں دیس پردیس سب جانتے ہیں
حسب اور نسب جن کا پہچانتے ہیں

مگر مٹ چکا جن کا نام و نشاں ہی * پرانی ہوئی جنکی اب داستاں ہی
فسانوں میں قصوں میں جنکا بیاں ہی * بہت نسل پر ننگ اُن کے جہاں ہی
نہیں اُن کی قدر اور پرسش کہیں اب
اُنہیں بھیک تک کوئی دیتا نہیں اب

بہت آگ چولہوں کی سلگانے والے * بہت گھانس کی گٹھریاں لانے والے
بہت دربدر مانگ کر کھانے والے * بہت فاقے کر کرکے مرجانے والے
جو پوچھو کہ کس کان کے ہیں وہ جوہر
تو نکلینگے نسل ملوک اُن میں اکثر

انہیں کے بزرگ ایک دن حکمراں تھے * انہیں کے پرستار پیرو جواں تھے
یہی مامن عاجز و ناتواں تھے * یہی مرجع دیلم و اصفہاں تھے
یہی کرتے تھے ملک کی گلہ بانی
انہیں کے گھروں میں تھی صاحب قرانی

یہہ اے قوم اسلام عبرت کی جا ہی * کہ شاہوں کی اولاد در در گدا ہی
جسے سنئے افلاس میں مبتلا ہی * جسے دیکھئے مفلس و بینوا ہی
نہیں کوئی اُن میں کمانے کے قابل
اگر ہیں تو ہیں مانگ کھانے کے قابل

نہیں مانگنے کا طریق ایک ہی یہاں * گدائی کی ہیں صورتیں نت نئی یہاں
نہیں حصر کنگلوں پہ گدیہ گری یہاں * کوئی دے تو منگتونکی ہی کیا کمی یہاں
بہت ہاتھ پھیلائے زیر ردا ہیں
چھپے اُجلے کپڑوں میں اکثر گدا ہیں

بہت آپ کو کہہ کے مسجد کے بانی * بہت بنکے خود میں خاندانی
بہت سیکھ کر نوحہ و سوز خوانی * بہت مدح میں کرکے رنگیں بیانی
بہت آستانوں کے خدام بن کر
پھرے مانگتے کھاتے پھرتے ہیں در در

مشقت کو محنت کو جو عار سمجھیں * ہنر اور پیشہ کو جو خوار سمجھیں
تجارت کو کھیتی کو دشوار سمجھیں * فرنگی کے پیسہ کو مردار سمجھیں
تن آسانیاں چاہیں اور آبرو بھی
وہ قوم آج ڈوبے گی گر کل نہ ڈوبی

کریں نوکری بھی تو بے عزتی کی * جو روٹی کمائیں تو بے حرمتی کی
کہیں پائیں خدمت تو بے عزتی کی * قسم کھائیں ان کی خوش قسمتی کی
امیروں کے بنتے ہیں جب یہہ مصاحب
تو جاتے ہیں ہوکر حمیت سے تائب

کہیں اُن کی صحبت میں گانا بجانا * کہیں مسخرہ بن کے ہنسنا ہنسانا
کہیں پھبتیاں کہہ کے انعام پانا * کہیں چھیڑ کر گالیاں سب سے کھانا
یہہ کام اور بھی کرتے ہیں پر نہ ایسے
مسلمان بھائی ہے بن آئیں جیسے

امیروں کا عالم نہ پوچھو کہ کیا ہے * خمیر اُن کا اور اُنکی طینت جدا ہے
سزاوار ہے اُن کو جو ناسزا ہے * روا ہے اُنھیں سب کو جو ناروا ہے
شریعت ہوئی ہے نکو نام اُن سے
بہت فخر کرتا ہے اسلام اُن سے

ہر اِک بول پر اُنکے مجلس فدا ہے * ہر اک بات پر وہاں درست اور بجا ہے
نہ گفتار میں اُن کے کوئی خطا ہے * نہ کردار اُن کا کوئی ناسزا ہے
وہ جو کچھہ کہ ہیں کہہ سکے کون اُن کو
بنایا ندیموں نے فرعون اُن کو

وہ دولت کہ ہے مایۂ دین و دنیا * وہ دولت کہ ہے توشۂ راہ عقبیٰ
سلیمان نے کی جس کی حق سے تمنا * بڑھا جس سے آفاق میں نام کسریٰ
کیا جس نے حاتم کو مشہور دوراں
کیا جس نے یوسف کو مسجود اخواں

ملا ہے یہہ فخر اُس کو ان کی بدولت * کہ سمجھی گئی ہے وہ اصل شقاوت
کہیں ہے وہ سرمایۂ جہل و غفلت * کہیں نشۂ بادۂ کبر و نخوت
جہلا کے لیئے جو کہ آب بقا ہے
وہ اس قوم کے حق میں سمی ہوا ہے

اِدھر مال و دولت نے یہاں منہ دکھایا * اُدھر ساتھہ ساتھہ اُس کے ادبار آیا
پڑا آکے جس گھر پہ ثروت کا سایا * عمل وہاں سے برکت نے اپنا اُٹھایا

نہیں راس یہاں چار پیسے کسی کو
مبارک نہیں جیسے پر چیونٹی کو

سمجھتے ہیں سب عیب جن عادتوں کو * بہائم سے نسبت ہی جن سیرتوں کو
چھپاتے ہیں اوباش جن خصلتوں کو * نہیں کرتے اجلاف جن حرکتوں کو

وہ یہاں اہل دولت کو ہیں شیر مادر
نہ خوف خدا ہی نہ شرم پیمبر

طبیعت اگر لہو و بازی پہ آئی * تو دولت بہت سی اسی میں لٹائی
جو کی حضرت عشق نے رہنمائی * تو کردی بھرے گھر کی دم میں صفائی

پھر آخر لگے مانگنے اور کھانے
یونہیں مٹ گئے یہاں ہزاروں گھرانے

نہ آغاز پر اپنے غور اُن کو اصلا * نہ انجام کا اپنے کچھہ اُن کو کھٹکا
نہ فکر اُن کو اولاد کی تربیت کا * نہ کچھہ ذلت قوم کی اُن کو پروا

نہ حق کوئی دنیا پہ اُن کا نہ دیں پر
خدا کو وہ کیا منہ دکھائینگے جاکر

کسی قوم کا جب اُلٹتا ہی دفتر * تو ہوتے ہیں مسخ اُن میں پہلے تونگر
کمال اُن میں رہتے ہیں باقی نہ جوہر * نہ عقل اُن کی ہادی نہ دیں اُن کا رہبر

نہ دنیا میں ذلت نہ عزت کی پروا
نہ عقبی میں دوزخ نہ جنت کی پروا

نہ مظلوم کی آہ و زاری سے ڈرنا * نہ مفلوک کے حال پر رحم کرنا
ہوا و ہوس میں خودی سے گذرنا * تعیش میں جینا نمایش پہ مرنا

سدا خواب غفلت میں بیہوش رہنا
دم نزع تک خود فراموش رہنا

پریشاں اگر قحط سے اک جہاں ہی * تو بیفکر ہیں کیونکہ گھر میں سماں ہی
اگر باغ اُمت میں فصل خزاں ہی * تو خوش ہیں کہ اپنا چمن گلفشاں ہی

بنی نوع انساں کا حق اُنپہ کیا ہی
وہ اک نوع نوع بشر سے جدا ہی

کہاں بندگان ذلیل اور کہاں وہ * بسر کرتے ہیں بے غم قوت و ناں وہ
پہنتے نہیں جز سمور و کتاں وہ * مکاں رکھتے ہیں رشک خلد و جناں وہ

نہیں چلتے وہ بے سواری قدم بھر
نہیں رہتے بے نغمہ و ساز دم بھر

کمر بستہ ہیں لوگ خدمت میں اُنکی * گل و لالہ رہتے ہیں صحبت میں اُنکی
نفاست بھری ہی طبیعت میں اُنکی * نزاکت سو داخل ہی عادت میں اُنکی

دواؤں میں مشک اُن کی اُٹھتا ہی تھوڑوں
وہ پوشاک میں عطر ملتے ہیں سیروں

یہہ ہو سکتے ہیں اُن کے ہمجنس کیونکر * نہیں چین جن کو زمانہ سے دم بھر
سواری کو گھوڑا نہ خدمت کو نوکر * نہ رہنے کو گھر اور نہ سونے کو بستر

پہننے کو کپڑا نہ کھانے کو روٹی
جو تدبیر اُلٹی تو تقدیر کھوٹی

یہہ پہلا سبق تھا کتاب ہدیٰ کا * کہ ہی ساری مخلوق کنبہ خدا کا
وہی دوست ہی خالق دوسرا کا * خلایق سے ہی جس کو رشتہ ولا کا

یہی ہی عبادت یہی دین و ایماں
کہ کام آے دنیا میں انساں کے انساں

عمل جن کا تھا اس کلام متیں پر * وہ سر سبز ہیں آج روئے زمیں پر
تفرق ہی اُن کو کہیں و مہیں پر * مدار آدمیت کا ہی اب اُنہیں پر

شریعت کے جو ہم نے پیماں توڑے
وہ لیجاکے سب اہل مغرب نے جوڑے

سمجھتے ہیں گمراہ جن کو مسلماں * نہیں جن کو عقبیٰ میں اُمید غفراں
نہ حصہ میں فردوس جنکے نہ رضواں * نہ تقدیر میں حور جن کے نہ غلماں

پس از مرگ دوزخ ٹھکانا ہی جن کا
حمیم آب و زقوم کھانا ہی جن کا

وہ ملک اور ملت پہ اپنی فدا ہیں * سب آپس میں ایک اک کے حاجت روا ہیں
اولوالعزم ہیں اُن میں یا اغنیا ہیں * طلبگار بہبود خلق خدا ہیں

یہہ تمغا تھا گویا کہ حصہ اُنہیں کا
کہ حب الوطن ہی نشاں مومنیں کا

امیروں کی دولت غریبوں کی همت * ادیبوں کی انشا حکیموں کی حکمت
فصیحوں کے خطبے شجاعوں کی جرأت * سپاهی کے هتیار شاهوں کی طاقت
دلوں کی اُمیدیں اُمنگوں کی خوشیاں
سب اهل وطن اور وطن پر هیں قرباں

عروج اُن کا جو تم عیاں دیکھتے هو * جهاں میں اُنهیں کامراں دیکھتے هو
مطیع اُن کا سارا جهاں دیکھتے هو * اُنهیں برتر از آسماں دیکھتے هو
یهه ثمرے هیں اُنکی جوانمردیوں کے
نتیجے هیں آپس کی هم دردیوں کے

غنی هم میں هیں جو که ارباب همت * مسلم هی عالم میں جنکی سخاوت
اگر هی مشایخ سے اُن کو عقیدت * تو هی پیر زادوں په وقف اُنکی دولت
نکمے هیں دن رات وهاں عیش کرتے
یه نوکر هیں جتنے وه بهوکے هیں مرتے

عمل واعظوں کے اگر قول پر هی * تو بخشش کی اُمید بے صرف زر هی
نماز اور روزه کی عادت اگر هی * تو روز حساب اُنکو پهر کس کا ڈر هی
اگر شهر میں کوئی مسجد بنادی
تو فردوس میں نیو اپنی جمادی

عمارت کی بنیاد ایسی اُٹهائی * نه نکلے کهیں ملک میں جسکا ثانی
تماشوں میں ثروت بڑوں کی اُڑائی * نمایش میں دولت خدا کی لٹائی
چهٹی بیاه میں کرنے لاکهوں کے ساماں
یهه هیں اُنکے ارماں یهه هیں اُنکی خوشیاں

مگر دین برحق کا بوسیده ایواں * تزلزل میں مدت سے هیں جسکے ارکاں
زمانه میں هی جو کوئی دن کا مهماں * نه پائیں گے ڈهونڈا جسے پهر مسلماں
عزیزوں نے اُس سے توجه اُٹهالی
عمارت کا هی اُس کی الله والی

پڑی هیں سب اُجڑی هوئی خانقاهیں * وه درویش و سلطاں کی اُمید گاهیں
کهلی تهیں جهاں علم باطن کی راهیں * فرشتوں کی پڑتی تهیں جنپر نگاهیں
کهاں هیں وه جذب الهی کے پهندے
کهاں هیں وه الله کے پاک بندے

وہ علم شریعت کے ماہر کدھر ہیں * وہ اخبار دین کے مبصر کدھر ہیں
اصولي کدھر ہیں مناظر کدھر ہیں * محدث کہاں ہیں مفسر کدھر ہیں

وہ مجلس جو کل سربسر تھي چراغاں
چراغ اب کہیں ٹمٹماتا نہیں واں

مدارس وہ تعلیم دین کے کہاں ہیں * مراحل وہ علم و یقین کے کہاں ہیں
وہ ارکان شرع متین کے کہاں ہیں * وہ وارث رسول امین کے کہاں ہیں

رہا کوئي اُمت کا ملجا نہ ماویٰ
نہ قاضي نہ مفتي نہ صوفي نہ ملا

کہاں ہیں وہ ديني کتابوں کے دفتر * کہاں ہیں وہ علم الہي کے مظہر
چلي ايسي اس بزم میں باد صرصر * بجھیں مشعلیں نور حق کي سراسر

رہا کوئي ساماں نہ مجلس میں باقي
صراحي نہ طنبور مطرب نہ ساقي

بہت لوگ بن کر ہوا خواہ اُمت * سفیہوں سے منوا کے اپني فضیلت
سدا گاؤں درگاؤں نوبت بہ نوبت * پڑے پھرتے ہیں کرتے تحصیل دولت

یہہ ٹھہرے ہیں اسلام کے رہنما اب
لقب انکا ہے وارث انبیا اب

بہت لوگ پیروں کي اولاد بن کر * نہیں ذات والا میں کچھہ جنکے جوہر
بڑا فخر ہے جنکو لے دیکے اس پر * کہ تھے اُن کے اسلاف مقبول داور

کرشمے ہیں جا جا کے جھوٹے دکھاتے
مریدوں کو ہیں لوٹتے اور کھاتے

یہہ ہیں جادہ پیمائے راہ طریقت * مقام انکا ہے ماورائے شریعت
انہیں پر ہے ختم آج کشف و کرامت * انہیں کے ہے قبضہ میں بندوں کي قسمت

یہي ہیں مراد اور یہي ہیں مرید اب
یہي ہیں جنید اور یہي بایزید اب

بڑھے جس سے نفرت وہ تقریر کرني * جگر جس سے شق ہو وہ تحریر کرني
گنہگار بندوں کي تحقیر کرني * مسلمان بھائي کي تکفیر کرني

یہہ ہے عالموں کا ہمارے طریقہ
یہہ ہے ہادیوں کا ہمارے سلیقہ

کوئي مسئلہ پوچھنے اُن سے جائے * تو گردن پہ بار گراں لے کے آئے
اگر بد نصیبي سے شک اُسمیں لائے * تو قطعي خطاب اهل دوزخ کا پائے
اگر اعتراض اُس کے نکلا زباں سے
تو آنا سلامت هے دشوار وهاں سے

کبھي وہ گلے کي رگیں هیں پھلاتے * کبھي جھاگ پر جھاگ هیں منھ پہ لاتے
کبھي خرک اور سگ هیں اُسکو بناتے * کبھي مارنے کو عصا هیں اُٹھاتے
ستاروں چشم بدور هیں آپ دیں کے
نمونہ هیں خلق رسول امیں کے

جو چاهے کہ خوش اُنسے هو انسان * تو هے شرط وہ قوم کا هو مسلماں
نشاں سجدہ کا هو جبیں پر نمایاں * تشرع میں اُس کے نہو کوئي نقصان
لبیں بڑہ رهي هوں نہ ڈاڑهي چڑهي هو
ازار اپني حد سے نہ آگے بڑهي هو

عقاید میں حضرت کا هم داستاں هو * هرایک اصل میں فرع میں همزباں هو
حریفوں سے اُنکے بہت بد گماں هو * مریدوں کا اُنکے بڑا مدح خواں هو
گر ایسا نہیں هے تو مردود دیں هے
بزرگوں سے ملنے کے قابل نہیں هے

شریعت کے احکام تھے وہ گوارا * کہ شیدا تھے اُن پر یہود اور نصارے
گواہ اُن کي نرمي کا قرآن هے سارا * خود الدین یسرٌ نبي نے پکارا
مگر یہاں کیا ایسا دشوار اُن کو
کہ مومن سمجھنے لگے بار اُن کو

نہ کي اُنکي اخلاق میں رهنمائي * نہ باطن میں کي اُنکي پیدا صفائي
پہ احکام ظاهر کي لے بھہ بڑهائي * کہ هوتي نہیں اُنسے دم بھر رهائي
وہ دیں جو کہ چشمہ تھا خلق نکو کا
کیا فتنہ اُس کو غسل و وضو کا

سدا اهل تحقیق سے دلمیں بل هے * حدیثوں پہ چلنے میں دیں کا خلل هے
فتاووں پہ بالکل مدار عمل هے * هرایک راے قرآن کا نعم البدل هے
کتاب اور سنت کا هے نام باقي
خدا اور نبي سے نہیں کام باقي

جہاں مختلف ہوں روایات باہم * کبھی ہوں نہ مدھی روایت سے خوش ہم
جسے عقل رکھے نہ ہرگز مسلم * اُسے ہر روایت سے سمجھیں مقدم
سب اسمیں گرفتار چھوٹے بڑے ہیں
سمجھہ پر ہماری یہہ پتھر پڑے ہیں

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر * جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
کہے آگ کو اپنا قبلہ تو کافر * کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جسکی چاہیں

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں * اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں * شہیدوں سے جاجاکے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھہ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

وہ دین جس سے توحید پھیلی جہاں میں * ہوا جلوہ گر حق زمین و زماں میں
رہا شرک باقی نہ وہم و گماں میں * وہ بدلا گیا آکے ہندوستان میں
ہمیشہ سے اسلام تھا جسپہ نازاں
وہ دولت بھی کھو بیٹھے آخر مسلماں

تعصب کہ ہے دشمن نوع انساں * بھرے گھر کیئے سینکڑوں جس نے ویراں
ہوئی بزم نمرود جس سے پریشاں * کیا جس نے فرعون کو نذر طوفاں
گیا جوش میں بولہب جس کے کھویا
ابو جہل کا جس نے بیڑا ڈبویا

وہ یاں اک عجب بھیس میں جلوہ گر ہے * چھپا جسکے پردہ میں اُس کا ضرر ہے
بھرا زہر جس جام میں سربسر ہے * وہ آب بقا ہمکو آتا نظر ہے
تعصب کو اک جزو دیں سمجھے ہیں ہم
جہنم کو خلد بریں سمجھے ہیں ہم

ہمیں واعظوں نے یہہ تعلیم دی ہے * کہ جو کام دینی ہے یا دنیوی ہے
مخالف کی ریس اُسمیں کرنی بُری ہے * نشاں غیرت دین حق کا یہی ہے
نہ ٹھیک اُسکی ہرگز کوئی بات سمجھو
وہ دن کو کہے دن تو تم رات سمجھو

قدم گر رہ راست پر اُس کا پاؤ * تو تم سیدھے رستہ سے کترا کے جاؤ
پڑیں اس میں جو دقتیں وہ اُٹھاؤ * لگیں جسقدر ٹھوکریں اسمیں کھاؤ
جو نکلے جہاز اُس کا بچ کر بھنور سے
تو تم ڈالدو ناؤ اندر بھنور کے

اگر مسخ ہوجاے صورت تمھاري * بہایم میں مل جاے سیرت تمھاري
بدل جاے بالکل طبیعت تمھاري * سراسر بگڑ جائے حالت تمھاري
تو سمجھو کہ ہی حق کي اِک شان یہہ بھي
ہی اِک جلوہ نور ایمان یہہ بھي

نہ اوضاع میں تم سے نسبت کسي کو * نہ اخلاق میں تم پہ سبقت کسیکو
نہ حاصل یہہ کھانوں میں لذت کسیکو * نہ پیدا یہہ پوشش نہ زینت کسیکو
تمھیں فضل ہر علم میں بر ملا ہی
تمھاري جہالت میں بھي اک ادا ہی

کوئي چیز سمجھو نہ اپني بُري تم * رہو بات کو اپني کرتے بڑي تم
حمایت میں ہو جبکہ اسلام کي تم * تو ہو ہر بدي اور گنہ سے بري تم
بدي سے نہیں مومنوں کو مضرت
تمھارے گناہ اور نہ اوروں کي طاعت

مخالف کا اپنے اگر نام لیجے * تو ذکر اُسکا ذلت سے خواري سے کیجے
کبھي بھولکر طرح اس میں نہ دیجے * قیامت کو دیکھوگے اس کے نتیجے
گناہوں سے ہرتے ہو گویا مبرّا
مخالف پہ کرتے ہو جب تم تبرّا

نہ سني میں اور جعفري میں ہو اُلفت * نہ نعماني و شافعي میں ہو ملت
وہابي سے صوفي کي کم ہو نہ نفرت * مقلد کرے نا مقلد پہ لعنت

رہے اہل قبلہ میں جنگ ایسي باہم
کہ دین خدا پر ہنسے سارا عالم

کرے کوئي اصلاح کا گر ارادہ * تو شیطان سے اُس کو سمجھو زیادہ
جسے ایسے مفسد سے ہی استفادہ * رہ حق سے ہی بر طرف اُسکا جادہ

شریعت کو کرتے ہیں برباد دونو
ہیں مردود شاگرد و اُستاد دونو

وہ دین جس نے الفت کی بنیاد ڈالی * کیا طبع دوران کو نفرت سے خالی
بنایا اجانب کو جس نے موالی * ہر اک قوم کے دل سے نفرت نکالی

عرب اور حبش ترک و تاجیک و دیلم
ہوئے سارے شیر و شکر ملکے باہم

تعصب نے اُس صاف چشمہ کو آکر * کیا بغض کے خار و خس سے مکدر
بنے خصم جو تھے عزیز اور برادر * نفاق اہل قبلہ میں پھیلا سراسر

نہیں دستیاب ایسے اب دس مسلماں
کہ ہو ایک کو دیکھہ کر ایک شاداں

ہمارا یہہ حق تھا کہ سب یار ہوتے * زمانہ میں یاروں کے غمخوار ہوتے
سب ایک ایک کے باہم مددگار ہوتے * عزیزوں کے غم میں دل افگار ہوتے

جب الفت میں یوں ہوتے ثابت قدم ہم
تو کہہ سکتے اپنے کو خیرالامم ہم

اگر بھولتے ہم نہ قول پیمبر * کہ "ہیں سب مسلمان باہم برادر
برادر ہے جب تک برادر کا یاور * معین اُس کا ہے خود خداوند داور

تو آتی نہ بیڑے پہ اپنے تباہی
فقیری میں بھی کرتے ہم بادشاہی

وہ گھر جسمیں ہوں دل ملے سب کے باہم * خوشی ناخوشی میں ہوں سب یار وہمدم
اگر ایک خوش دل تو گھر سارا خرم * اگر ایک غمگیں تو دل سب کے پر غم

مبارک ہے اُس قصر شاہنشہی سے
جہاں ایک دل ہو مکدر کسی سے

اگر ہو مدار اِسپہ تحقیق دیں کا * کہ ہے دین والوں کا برتاؤ کیسا
کھرا اُن کا بازار ہے یا کہ کھوٹا * ہے قول و قرار ان کا جھوٹا کہ سچا

تو ایسے نمونے بہت شاذ ہیں یہاں
کہ اسلام پر جن سے قایم ہو برہاں

مجالس میں غیبت کا زور اسقدر ہے * کہ آلودہ اِس خون میں ہر بشر ہے
نہ بھائی کو بھائی سے یہاں درگذر ہے * نہ ملا کو صوفی کو اس سے حذر ہے

اگر نشۂ مے ہو غیبت میں پنہاں
تو ہشیار پائے نہ کوئی مسلماں

جنہیں چار پیسے کا مقدور ہی یہاں * سمجھتے نہیں ہیں وہ انسان کو انساں
موافق نہیں جن سے ایام دوراں * نہیں دیکھ سکتے کسی کو وہ شاداں
نشہ میں تکبر کے ہیں چور کوئی
حسد کے مرض میں ہیں رنجور کوئی

اگر مرجع خلق ہی ایک بھائی * نہیں ظاہرا جس میں کوئی برائی
بھلا جس کو کہتی ہے ساری خدائی * ہر اک دل میں عظمت ہے جسکی سمائی
تو پڑتی ہیں اُس پر نگاہیں غضب کی
کھٹکتا ہے کانٹا سا آنکھوں میں سب کی

بگڑتا ہے جب قوم میں کوئی بن کر * ابھی بخت و اقبال تھے جسکے یاور
ابھی گردنیں جھکتی تھیں جسکے در پر * مگر کر دیا اب زمانے نے بے پر
تو ظاہر میں کڑھتے ہیں پر خوش ہیں جی میں
کہ ہمدرد ہتھے آیا اک مفلسی میں

اگر اک جوانمرد ہم درد انساں * کرے قوم پر دل سے جان اپنی قرباں
تو خود قوم اُس پر لگائے یہ بہتاں * کہ ہے اُسکی کوئی غرض اسمیں پنہاں
وگرنہ پڑی کیا کسی کو کسی کی
یہ چالیں سراسر ہیں خود مطلبی کی

نکالے گر اُن کی بھلائی کی صورت * تو ڈالیں جہانتک بنے اُسمیں کھنڈت
سنیں کامیابی میں گر اُسکی شہرت * تو دل سے تراشیں کوئی تازہ تہمت
منہ اپنا ہو گو دین و دنیا میں کالا
نہو ایک بھائی کا پر بول بالا

اگر پاتے ہیں دو دلوں میں صفائی * تو ہیں ڈالتے اُس میں طرح جدائی
ٹھنی دو گروہوں میں جسدم لڑائی * تو گویا تمنا ہماری بر آئی
بس اِس سے نہیں مشغلہ خوب کوئی
تماشا نہیں ایسا مرغوب کوئی

تملق میں بدبینی میں دغا میں * نمود اور بناوٹ فریب اور ریا میں
سعایت میں بہتان میں افترا میں * کسی بزم بیگانہ و آشنا میں
نہ پاؤگے رسوا و بدنام ہم سے
بڑھے پھر نہ کیوں شان اسلام ہم سے

خوشامد میں ہم کو وہ قدرت ہے حاصل * کہ انساں کو ہر طرح کرتے ہیں مائل
کہیں احمقوں کو بناتے ہیں عاقل * کہیں ہوشیاروں کو کرتے ہیں غافل

کسی کو اُتارا کسی کو چڑھایا
یونہیں سیکڑوں کو اسامی بنایا

روایات پر حاشیہ اِک چڑھانا * قسم جھوٹے وعدوں پہ سو بار کھانا
اگر مدح کرنا تو حد سے بڑھانا * مذمت پہ آنا تو طوفاں اُٹھانا

یہہ ہے روز مرہ کا یہاں اُن کے عنواں
فصاحت میں بے مثل ہیں جو مسلماں

اُسے جانتے ہیں بڑا اپنا دشمن * ہمارے کرے عیب جو ہم پہ روشن
نصیحت سے نفرت ہے ناصح سے اَن بن * سمجھتے ہیں ہم رہنماؤں کو رہزن

یہی عیب ہے سب کو کھویا ہے جس نے
ہمیں ناؤ بھر کر ڈبویا ہے جس نے

وہ عہد ہمایوں جو خیر القروں تھا * خلافت کا جب تک کہ قایم ستوں تھا
نبوت کا سایہ ابھی رہنموں تھا * سماں خیر و برکت کا ہر دم فزوں تھا

عدالت کے زیور سے تھے سب مزین
پھلا اور پھولا تھا احمد کا گلشن

سعادت بڑی اُس زمانہ کی یہہ تھی * کہ جھکتی تھی گردن نصیحت پہ سب کی
نہ کرتے تھے خود قول حق سے خموشی * نہ لگتی تھی حق کی اُنہیں بات کڑوی

غلاموں سے ہو جاتے تھے بند آقا
خلیفہ سے لڑتی تھی ایک ایک بڑھیا

نبی نے کہا تھا جنہیں فخر اُمت * جنہیں خلد کی مل چکی تھی بشارت
مسلم تھی عالم میں جن کی عدالت * رہا مفتخر جن سے تخت خلافت

وہ پھرتے تھے راتوں کو چھپ چھپ کے در در
کہ شرمائیں اپنا کہیں عیب سن کر

مگر ہم کہ ہیں دام و دد ہم سے بہتر * نہ ظاہر کہیں ہم میں خوبی نہ مضمر
نہ اقران و امثال میں ہم موقر * نہ اجداد و اسلاف کے ہم میں جوہر

نصیحت سے ایسا برا مانتے ہیں
کہ گویا ہم اپنے کو پہچانتے ہیں

نبوت نہ گر ختم ہوتی عرب پر * کوئی ہم پہ مبعوث ہوتا پیمبر
تو ہے جیسے مذکور قرآں کے اندر * ضلالت یہود اور نصاریٰ کی اکثر
یونہیں جو کتاب اس پیمبر پہ آتی
وہ گمراہیاں سب ہماری جتاتی

ہنر ہم میں جو ہیں وہ معلوم ہیں سب * علوم اور کمالات معدوم ہیں سب
چلن اور اطوار مذموم ہیں سب * فراغت سے دولت سے محروم ہیں سب
جہالت نہیں چھوڑتی ساتھ دم بھر
تعصب نہیں بڑھنے دیتا قدم بھر

وہ تقلید پارینہ یونانیوں کی * وہ حکمت کہ ہے ایک دھوکے کی ٹٹی
یقیں جس کو توڑا چکا ہے نکمی * عمل نے جسے کردیا آکے ردی
اسے وحی سے سمجھے ہیں ہم زیادہ
کوئی بات اس میں نہیں کم زیادہ

زبور اور توریت و انجیل و قرآں * بالاجماع ہیں قابل نسخ و نسیاں
مگر لکھ گئے جو اصول اہل یوناں * نہیں نسخ و تبدیل کا ان میں امکاں
نہیں مٹتے جب تک کہ آثار دنیا
مٹے گا کبھی کوئی شوشہ نہ ان کا

نتایج ہیں جو مغربی علم و فن کے * وہ ہیں ہند میں جلوہ گر سو برس سے
تعصب نے لیکن یہ ڈالے ہیں پردے * کہ ہم حق کا جلوہ نہیں دیکھ سکتے
دلوں پر ہیں نقش اہل یوناں کی رائیں
جو اب وحی اترے تو ایماں نہ لائیں

اب اس فلسفہ پر ہیں جو مرنے والے * شفا اور مجسطی کے دم بھرنے والے
ارسطو کی چوکھٹ پہ سر دھرنے والے * فلاطون کی اقتدا کرنے والے
وہ تیلی کے کچھ بیل سے کم نہیں ہیں
پھرے عمر بھر اور جہاں تھے وہیں ہیں

وہ جب کرچکے ختم تحصیل حکمت * بندھی سر پہ دستار علم و فضیلت
اگر رکھتے ہیں کچھ طبیعت میں جودت * تو ہے سب سے ان کی بڑی یہ لیاقت
کہ گردن کو وہ بات کہہ دیں زباں سے
دو منزل کے چھوڑیں اسے اک جہاں سے

سوا اِس کے جو آئے اُسکو پڑھادیں * اُنھیں جو کچھہ آتا ھی اُسکو بتادیں
وہ سکھی ھیں جو لڑکیاں سب سکھادیں * میاں مٹھو اپنا سا اُس کو بنادیں
یہہ لے دیکے ھی علم کا اُن کے حاصل
اِسی پر ھی فخر اُن کو بین الاماثل

نہ سرکار میں کام پانے کے قابل * نہ دربار میں اسپ ھلانے کے قابل
نہ جنگل میں ریوڑ چرانے کے قابل * نہ بازار میں بوجھہ اُٹھانے کے قابل
نہ پڑھتے تو سو طرح کھاتے کماکر
وہ کھوئے گئے اور تعلیم پاکر

جو پوچھو کہ حضرت نے جو کچھہ پڑھا ھی * مراد آپ کی اسکے پڑھنے سے کیا ھی
مفاد اس میں دنیا کا یا دین کا ھی * نتیجہ کوئی یا کہ اس کے سوا ھی
تو مجذوب کی طرح سب کچھہ بکیں گے
جواب اس کا لیکن نہ کچھہ دیسکیں گے

نہ حجت رسالت پہ لاسکتے ھیں وہ * نہ اسلام کا حق جتاسکتے ھیں وہ
نہ قرآن کی عظمت دکھاسکتے ھیں وہ * نہ حق کی حقیقت بتاسکتے ھیں وہ
دلیلیں ھیں سب آج بیکار اُن کی
نہیں چلتی توپوں میں تلوار اُن کی

پڑے اُس مشقت میں ھیں روز ہوا یا * نتیجہ نہیں اُن کو معلوم جس کا
کئیں بھول آگے کی بھیڑیں جو بدیا * اُسی راہ پر پڑلیا سارا گلا
نہیں جانتے یہہ کہ جانے کدھر ھیں
گئے بھول رستہ وہ یا راہ پر ھیں

مثال اُنکی کوشش کی ھی صاف ایسی * کہ کہائی کہیں بندروں نے جو سردی
ادھر اور اُدھر دیر تک آگ ڈھونڈی * کہیں روشنی اُن کو پائی نہ اُس کی
مگر ایک جگنو چمکتا جو دیکھا
چتانا اُسے آگ کا سب نے سمجھا

لیا جاکے تھام اور سب نے اُسی دم * کیا گھانس پھونس اُسپہ لاکر فراھم
لگے اُس کو سلگانے سب ملکے پیہم * نہ کچھہ آگ سلگی نہ سردی ھوئی کم
تو نہیں رات ساری اُنہوں نے گنوائی
مگر اپنی محنت کی راحت نہ پائی

گزرتے تھے جو جانور اُس طرف سے * جب اس کشمکش میں اُنھیں دیکھتے تھے
ملامت بہت سخت تھے اُنکو کرتے * کہ شرمائیں وہ زعم باطل سے اپنے

مگر اپنی کد سے نہ باز آتے تھے وہ
ملامت پہ اور اُلٹے غرّاتے تھے وہ

نہ سمجھے وہ جب تک ہوا دن نہ روشن * اسی طرح جو ہیں حقیقت کے دشمن
نہ جھاڑیں گے گو تو ہم سے دامن * پہ جب ہوگا نور سحر لمعہ افگن

بہت جلد ہو جائیگا آشکارا
کہ جگنو کو سمجھے تھے وہ اگ شرارا

وہ طب جس پہ غش ہیں ہمارے اطبا * سمجھتے ہیں جس کو بیاض مسیحا
بنانے میں ہے دخل جسکے بہت سا * جسے عیب کیطرح کرتے ہیں اخفا

فقط چند نسخوں کا ہے وہ سفینہ
چلے آئے ہیں جو کہ سینہ بسینہ

نہ اُن کو نباتات سے آگہی ہے * نہ اصلا خبر معدنیات کی ہے
نہ تشریح کی اُن کسی پر کھلی ہے * نہ علم طبیعی نہ کیمسٹری ہے

نہ پانی کا علم اور نہ علم ہوا ہے
مریضوں کا اُن کے نگہباں خدا ہے

نہ قانون میں اُن کے کوئی خطا ہے * نہ مخزن میں انگشت رکھنے کی جا ہے
سدیدی میں لکھا ہے جو کچھ بجا ہے * نفیسی کے ہر قول پر جاں فدا ہے

سلف لکھ گئے جو قیاس اور گماں سے
صحیفے ہیں اُترے ہوئے آسماں سے

وہ شعر اور قصائد کا ناپاک دفتر * عفونت میں سنڈاس سے جو ہے بدتر
زمیں جس سے ہے زلزلہ میں برابر * ملک جس سے شرماتے ہیں آسماں پر

ہوا علم و دیں جس سے تاراج سارا
وہ ہے ہف نظر علم انشا ہمارا

برا شعر کہنے کی گر کچھ سزا ہے * عبث جھوٹ بکنا اگر ناروا ہے
تو وہ محکمہ جس کا قاضی خدا ہے * مقرر جہاں نیک و بد کی جزا ہے

گنہگار واں چھوٹ جائینگے سارے
جہنم کو بھر دینگے شاعر ہمارے

زمانہ میں جتنے قلی اور نفر ہیں * کمائی سے اپنی وہ سب بہرہ ور ہیں
گویّے امیروں کے نور نظر ہیں * قوالی بھی لے آتے کچھ مانگ کر ہیں
مگر اس تپ دق میں جو مبتلا ہیں
خدا جانے وہ کس مرض کی دوا ہیں

جو سقے نہ ہوں جی سے جائیں گذر سب * ہو میلا جہاں گم ہوں دھوبی اگر سب
بنے دم پہ گر شہر چھوڑیں نفر سب * جو نائی جائیں مہتر تو گندے ہوں گھر سب
پہ کر جائیں ہجرت جو شاعر ہمارے
کہیں مل کے "خس کم جہاں پاک" سارے

عرب جو تھے دنیا میں اس فن کے بانی * نہ تھا کوئی آفاق میں جنکا ثانی
زمانہ نے جن کی فصاحت نہ مانی * مٹادی عزیزوں نے اُنکی نشانی
سب اُن کے ہنر اور کمالات کھو کر
رہے شاعری کو بھی آخر ڈبو کر

ادب میں پڑی جان اُنکی زباں سے * جلا دین نے پائی اُن کے بیاں سے
سخن کے لئے کام اُنہوں نے لساں سے * زبانوں کے کوچے تھے بڑھکر سناں سے
ہوئے اُن کے شعروں سے اخلاق صیقل
پڑی اُن کے خطبوں سے عالم میں ہلچل

خلف اُنکے یاں جو کہ جادو بیاں ہیں * فصاحت میں مقبول پیر و جواں ہیں
بلاغت میں مشہور ہندوستاں ہیں * وہ کچھ ہیں تو لے دیکے اسکرنکے یاں ہیں
کہ جب شعر میں عمر ساری گنوائیں
تو بھانڈ اُنکی غزلیں مجالس میں گائیں

طوایف کو ازبر ہیں دیوان اُن کے * گویوں پہ بیحد ہیں احسان اُنکے
نکلتے ہیں نکوں میں ارمان اُن کے * ثنا خواں ہیں ابلیس و شیطان اُنکے
کہ عقلوں پہ پردے دیئے ڈال اُنہوں نے
ہمیں کردیا فارغ البال اُنہوں نے

شریفوں کی اولاد بے تربیت ہے * تباہ اُنکی حالت بری اُنکی گت ہے
کسی کو کبوتر اُڑانے کی لت ہے * کسی کو بٹیریں لڑانے کی دھت ہے
چرس اور گانجے پہ شیدا ہے کوئی
مدک اور چنڈو کا رسیا ہے کوئی

سدا گرم اشرار سے اُن کی صحبت * ہر اِک رند و اوباش سے اُنکی ملت
پڑھے لکھوں کے سایہ سے اُنکو وحشت * مدارس سے تعلیم سے اُن کو نفرت

کمینوں کے چرگے میں عمریں گنوانی
اُنھیں گالیاں دینی اور آپ کھانی

نہ علمی مدارس میں ہیں اُن کو پاتے * نہ شائستہ جلسوں میں ہیں آتے جاتے
نہ میلوں کی رونق ہیں جاکر بڑھاتے * پڑے پھرتے ہیں دیکھتے اور دکھاتے

کتاب اور معلم سے پھرتے ہیں بھاگے
مگر ناچ گانے میں ہیں سب سے آگے

اگر کیجے اُن پاک شہروں کی گنتی * ہوا جن کے پھاو سے بچکر ہی چلتی
ملی خاک میں جن سے عزت بڑوں کی * مٹی خاندانوں کی جن سے بزرگی

تو بھہ جسقدر خانہ برباد ہونگے
وہ سب اِن شریفوں کی اولاد ہونگے

ہوئی اُنکی بچپن میں یوں پاسبانی * کہ قیدی کی جیسے کٹے زندگانی
لگی ہونے جب کچھ سمجھہ بوجھہ سیانی * چڑھی بھوت کی طرح سر پر جوانی

بس اب گھر میں دشوار تھمنا ہی اُن کا
اکھاڑوں میں تکیوں میں رہنا ہی اُن کا

نشہ میں مے عشق کے چور ہیں وہ * صف فوج مژگاں میں محصور ہیں وہ
غم چشم و ابرو میں رنجور ہیں وہ * بہت ہاتھہ سے دل کے مجبور ہیں وہ

کریں کیا کہ ہی عشق طینت میں اُنکی
حرارت بھری ہی طبیعت میں اُن کی

اگر شش جہت میں کوئی دلربا ہی * تو دل اُنکا نادیدہ اُس پر فدا ہی
اگر خواب میں کچھہ نظر آ گیا ہی * تو یاد اُس کی دن رات نام خدا ہی

بھری سب کی وحشت سے روداد ہی داں
جسے دیکھئے قیس و فرہاد ہی یاں

اگر ماں ہی دکھیا تو اُن کی بلا سے * اداھج ہی باوا تو اُن کی بلا سے
جو ہی گھر میں فاقہ تو اُن کی بلا سے * جو مرتا ہی کُنبا تو اُن کی بلا سے

جنھوں نے لگالی ہو لو دلربا سے
غرض پھر اُنھیں کیا رہی ما سوا سے

نہ گالي سے دُشنام سے جي چرائيں * نہ جوتي سے پیزار سے ھچکچائيں
جو میلوں میں جائيں تو لچپن دکھائيں * جو محفل میں بیٹھیں تو فتنے اُٹھائيں

لرزتے ھیں اوباش اُن کي ھنسي سے
گریزاں ھیں رند اُن کي ھمسائگي سے

سپوتوں کو اپنے اگر بیاہ دیجیے * تو بہوؤں کا بوجھہ اپني گردن پہ لیجیے
جو بیٹي کے پیوند کي فکر کیجیے * تو بد راہ ھیں بیاہیے اور پیٹیے

یہي جھینکنا کو بکو گھر بگھر ھے
بہو کو ٹھکانا نہ بیٹي کو بر ھے

نہ مطلب نگاري کا اِن کو سلیقہ * نہ دربار داري کا اِن کو سلیقہ
نہ اُمید واري کا اِن کو سلیقہ * نہ خدمت گذاري کا اِن کو سلیقہ

قلي یا نفر ھو تو کچھہ کام آئے
مگر اِن کو کس مد میں کوئي کھپائے

نہیں ملتي روٹي جنھیں پیٹ بھر کے * وہ گذران کرتے ھیں سو عیب کرکے
جو ھیں اُن میں دوچار آسودہ گھر کے * وہ دن رات خواھاں ھیں مرگِ پدر کے

نمونے یہہ اعیان و اشراف کے ھیں
سلف اِن کے وہ تھے خلف اُنکے یہہ ھیں

وہ اسلام کي پود شاید یہي ھے * کہ جسکي طرف آنکھہ سب کي لگي ھے
بہت جس سے آیندہ چشم بہي ھے * بقا منحصر جس پہ اسلام کي ھے

یہي جان ڈالے گي باغ کہن میں ؟
اِسي سے بہار آئیگي اِس چمن میں ؟

یہي ھیں وہ نسلیں مبارک ھماري ؟ * کہ بخشیں گي جو دین کو استواري ؟
کریں گي یہي قوم کي غم گساري ؟ * انھیں پر اُمیدیں ھیں موقوف ساري

یہي شمع اسلام روشن کریں گي
بڑوں کا بھي نام روشن کریں گي

خلف اُن کے الحق اگر یاں یہي ھیں * سلف کے اگر فاتحہ خواں یہي ھیں
اگر یادگار عزیزاں یہي ھیں * اگر نسل اشراف و اعیاں یہي ھیں

تو یاد اسقدر اُنکي رہ جاے گي یاں
کہ اک قوم رہتي تھي اِس نام کي یاں

سمجھتے ہیں شائستہ جو آپ کو یاں * وہ ہیں آزادی والے پر جوکہ ناداں
جہاں پر ہیں جو قوم کے اپنی خنداں * مسلماں ہیں سب جنکے نزدیک ناداں

جو ڈھونڈوگے یاروں کے ہمدرد اُن میں
تو نکلیں گے تھوڑے جوانمرد اُن میں

نہ رنج اُن کے افلاس کا اِنکو اصلا * نہ فکر اُن کی تعلیم اور تربیت کا
نہ کوشش کی ہمت نہ دینے کو پیسا * اُڑانا مگر مفت ایک اک کا خاکا

کہیں اُن کی پوشاک پر طعن کرنا
کہیں اُن کی خوراک کو نام دھرنا

عزیزوں کی جس بات میں عیب پانا * نشانہ اُسے پھبتیوں کا بنانا
شماتت سے دل بھائیوں کا دکھانا * یگانوں کو بیگانہ بن کر چڑانا

نہ کچھ درد کی چوٹ اُن کے جگر میں
نہ قطرہ کوئی خون کا چشم تر میں

جہاز ایک گرداب میں پھنس رہا ہے * پڑا جس سے جوکھوں میں چھوٹا بڑا ہے
نکلنے کا رستہ نہ بچنے کی جا ہے * کوئی اُن میں سوتا کوئی جاگتا ہے

جو سوتے ہیں وہ مست خواب گراں ہیں
جو بیدار ہیں اُن پہ خندہ زناں ہیں

کوئی اُنسے پوچھے کہ اے ہوش والو * کس اُمید پر تم کھڑے ہنس رہے ہو
برا وقت بیڑے پہ آنے کو ہے جو * نہ چھوڑے گا سوتوں کو اور جاگتوں کو

بچوگے نہ تم اور نہ ساتھی تمہارے
اگر ناو ڈوبی تو ڈوبیں گے سارے

غرض عیب کیجے بیاں اپنے کیا کیا * کہ بگڑا ہوا یاں ہے آوے کا آوا
فقیہ اور جاہل ضعیف اور توانا * تاسف کے قابل ہے احوال سب کا

مریض ایسے مایوس دنیا میں کم ہیں
بگڑ کر کبھی جو نہ سنبھلیں وہ ہم ہیں

کسی نے یہ اِک مرد دانا سے پوچھا * کہ نعمت ہے دنیا میں سب سے بڑی کیا
کہا "عقل" جس سے ملے دین و دنیا * کہا "گر نہو اُس سے انسان کو بہرہ"

کہا "پھر اہم سب سے علم و ہنر ہے
کہ جو باعث افتخار بشر ہے"

کہا "گر نہ ہو یہہ بھی اُسکو میسر" * کہا "مال و دولت ہی پر سب نے چھوڑ کر"
کہا "گر ہو یہہ بھی اگر بند اُس پر" * کہا "اُسپہ بجلی کا گرنا ہی بہتر"

وہ ننگ بشر مار ذلت سے چھوٹے
خلائق سب اُسکی نحوست سے چھوٹے

مجھے ڈر ہی اے میرے ہم قوم یارو * مبادا کہ وہ ننگ عالم تمہیں ہو
گر اسلام کی کچھہ حمیت ہی تمکو * تو جلدی سے اُٹھو اور اپنی خبر لو

وگرنہ یہہ قول آئیگا راست تم پر
کہ ہونے سے ان کا نہونا ہی بہتر

رہوگے یونہیں فارغ البال کب تک * نہ بدلوگے یہہ چال اور ڈھال کبتک
رہیگی نئی پود پامال کب تک * نہ چھوڑوگے تم بھیڑیا چال اب تک

بس اگلے فسانے فراموش کردو
تعصب کے شعلے کو خاموش کردو

حکومت نے آزادیاں تم کو دی ہیں * ترقی کی راہیں سراسر کھلی ہیں
صدائیں یہہ ہر سمت سے آرہی ہیں * کہ راجا سے پرجا تلک سب سکھی ہیں

تسلط ہی ملکوں میں امن و اماں کا
نہیں بند رستہ کسی کارواں کا

نہ بدخواہ ہی دین و ایمان کا کوئی * نہ دشمن حدیث اور قرآن کا کوئی
نہ ناقض ہی ملت کے ارکان کا کوئی * نہ مانع شریعت کے فرمان کا کوئی

نمازیں پڑھو بے خطر معبدوں میں
اذانیں دھڑلے سے دو مسجدوں میں

کھلی ہیں سفر اور تجارت کی راہیں * نہیں بند صنعت کی حرفت کی راہیں
جو روشن ہیں تحصیل حکمت کی راہیں * تو ہموار ہیں کسب دولت کی راہیں

نہ گھر میں غنیم اور دشمن کا کھٹکا
نہ باہر ہی قزاق و رہزن کا کھٹکا

مہینوں کے کٹتے ہیں رستے پلوں میں * گھروں سے سوا چین ہی منزلوں میں
ہر اک گوشہ گلزار ہی جنگلوں میں * شب و روز ہی ایمنی قافلوں میں

سفر جو کبھی تھا نمونہ سقر کا
وسیلہ ہی وہ اب سراسر ظفر کا

پہنچتی ہیں ملکوں سے دم دم کی خبریں * چلی آتی ہیں شادی و غم کی خبریں
عیاں ہیں ہر اک بزم انتظامی خبریں * کھلی ہیں زمانہ پہ عالم کی خبریں
نہیں واقعہ کوئی پنہاں کہیں کا
ہے آئینہ احوال روئے زمین کا

کرو قدر اس امن و آزادگی کی * کہ ہے صاف ہر سمت راہ ترقی
ہو اک راہ رو کا زمانہ ہے حامی * یہ ہر سو سے آواز پیہم ہے آتی
کہ دشمن کا کھٹکا نہ رہزن کا ڈر ہے
نکل جاؤ رستہ ابھی بے خطر ہے

بہت قافلے دیر سے جا رہے ہیں * بہت بوجھ بار اپنے لدوا رہے ہیں
بہت چل چلاؤ میں گھبرا رہے ہیں * بہت سے نہ چلنے سے پچھتا رہے ہیں
مگر اک تمہیں ہو کہ سوتے ہو غافل
مبادا کہ غفلت میں کھوتی ہو منزل

نہ بد خواہ سمجھو دس اب باہوں کو * لٹیرے نہ ٹھہراؤ تم رہبروں کو
دو الزام پیچھے نصیحت گروں کو * ٹٹولو ذرا پہلے اپنے گھروں کو
کہ خالی ہیں یا پر ذخیرے تمہارے
برے ہیں کہ اچھے وتیرے تمہارے

امیروں کی تم سن چکے داستاں سب * جہاں ہو چکے عالموں کے بیاں سب
شریفوں کی حالت ہے دم بر عیاں سب * بگڑنے کو تیار بیٹھے ہیں یاں سب
یہ بوسیدہ گھر اب گرا کا گرا ہے
ستوں مرکز ثقل سے ہٹ چکا ہے

یہ جو کچھ ہوا ایک شمہ ہے اس کا * کہ جو وقت یاروں پہ ہے آنے والا
زمانہ نے اونچے سے جس کو گرایا * وہ آخر کو مٹی میں مل کر رہیگا
نہیں گرچہ کچھ قوم میں حال باقی
ابھی اور ہونا ہے پامال باقی

یہاں ہر ترقی کی عادت یہی ہے * سر انجام ہر قوم و ملت یہی ہے
سدا سے زمانہ کی عادت یہی ہے * طلسم جہاں کی حقیقت یہی ہے
بہت بہہ کے ہوئے خشک چشمے ابل کر
بہت باغ چھانٹے گئے پھول پھل کر

کہاں ہیں وہ اہرام مصری کے بانی * کہاں ہیں وہ گُردانِ زابلستانی
گئے پیشدادی کدھر اور کیانی * مٹا کر رہی سب کو دنیائے فانی
لگاؤ کہیں کھوج کلدانیوں کا
بتاؤ نشاں کوئی ساسانیوں کا

وہی ایک ہے جسکو دائم بقا ہے * جہاں کی وراثت اُسی کو سزا ہے
سوا اُس کے انجام سب کا فنا ہے * نہ کوئی رہیگا نہ کوئی رہا ہے
مُسافر یہاں ہیں فقیر اور غنی سب
غلام اور آزاد ہیں رفتنی سب

ضمیمہ

بس اے نااُمیدی نہ یوں دل بجھا تو * جھلک اے اُمید اپنی آخر دکھا تو
ذرا نااُمیدوں کی ڈھارس بندھا تو * فسردہ دلوں کے دل آکر بڑھا تو
ترے دم سے مُردوں میں جانیں پڑی ہیں
جلی کھیتیاں تو نے سرسبز کی ہیں

سفینہ پئے نوح طوفاں میں تو تھی * سکوں بخش یعقوب کنعاں میں تو تھی
زلیخا کی غمخوار ہجراں میں تو تھی * دلارام یوسف کی زنداں میں تو تھی
مصائب نے جب آنکر اُن کو گھیرا
سہارا وہاں سب کو تھا ایک تیرا

بہت ڈوبتوں کو تِرایا ہے تو نے * بگڑتوں کو اکثر بنایا ہے تو نے
اُکھڑتے دلوں کو جمایا ہے تو نے * اُجڑتے گھروں کو بسایا ہے تو نے
بہت تو نے پستوں کو بالا کیا ہے
اندھیرے میں اکثر اُجالا کیا ہے

بڑی تجھ سے ہمت ہے پیر و جواں کی * بندھی تجھ سے ڈھارس ہے خورد و کلاں کی
تجھی پر ہے بنیاد نظم جہاں کی * نہ ہو تو تو رونق نہ ہو اس دُکاں کی
تگاپو ہے ہر مرحلے میں تجھی سے
رواں ہے ہر قافلے میں تجھی سے

کسانوں سے کلو میں ھی تو بواتی * جہازوں کو گرداب میں ھی گھواتی
سکندر کو دارا پہ ھی تو چڑھاتی * فریدوں کو ضحاک سے ھی لڑواتی
چلے سب جدھر تونے مائل عناں کی
نظر تیری میتی پہ ھی کارواں کی

نوازا بہت بے نواؤں کو تونے * تونگر بنایا گداؤں کو تونے
دیا دسترس نارساؤں کو تونے * کیا بادشا ناخداؤں کو تونے
سکندر کو شان کئی تونے بخشی
کلمبس کو دنیا نئی تونے بخشی

وہ رہ رو نہیں رکھتے جو کوئی ساماں * خور و زاد سے جن کا خالی ھی داماں
نہ ساتھی کوئی جس سے منزل ھو آساں * نہ محرم کوئی جو سنے درد پنہاں
ترے دل پہ خوش خوش ھیں اس طرح جاتے
کہ جاکو خزانہ ھیں اب کوئی پاتے

زمیں جوتنے کو جب اُٹھتا ھی جوتا * سموں کا گماں تک نہیں جبکہ ھوتا
شب و روز محنت میں ھی جان کھوتا * مہینوں نہیں پاوں پھیلا کے سوتا
اگر موج زن اُس کے دل میں نہ تو ھو
تو دنیا میں غل بھوک کا چار سو ھو

بنے اس سے بھی گر سوا اپنے دم پر * بلاؤں کا ھو سامنا ھر قدم پر
پڑے اک فزوں اور ھو کرہ غم پر * گذرنی ھو جو کچھہ گذرجائے ھم پر
نہیں فکر ــ تو دل بڑھاتی ھی جب تک
دماغوں میں بو تیری آتی ھی جبتک

یہہ سچ ھی کہ حالت ھماری زبوں ھی * عزیزوں کی غفلت وھی جوںکی توں ھی
جہالت وھی قوم کی رھنموں ھی * تعصب کی گردن پہ ملت کا خوں ھی
مگر اے اُمید اِک سہارا ھی تیرا
کہ جلوہ یہہ دُنیا میں سارا ھی تیرا

نہیں قوم میں گرچہ کچھہ جان باقی * نہ اُس میں وہ اسلام کی شان باقی
نہ وہ جاہ و حشمت کے سامان باقی * پر اِس حال میں بھی ھی اِک آن باقی
بگڑنے کا گو اُن کے وقت آ گیا ھی
مگر اِس بگڑنے میں بھی اِک ادا ھی

بہت ہیں ابھی جن میں غیرت ہے باقی * دلیری نہیں پر حمیت ہے باقی
فقیری میں بھی بوئے ثروت ہے باقی * تہیدست ہیں پر مروت ہے باقی
مٹے پر بھی پندار ہستی وہی ہے
مکان گرم ہے آگ گو بجھ گئی ہے

سمجھتے ہیں عزت کو دولت سے بہتر * فقیری کو ذلت کی ثروت سے بہتر
گلیم قناعت کو خلعت سے بہتر * انہیں موت ہے بار منت سے بہتر
سر ان کا نہیں در بدر جھکنے والا
وہ خود پست ہیں پر نگاہیں ہیں بالا

مشابہ ہے قوم اس مریض جواں سے * کیا ضعف نے جسکو مایوس جاں سے
نہ بستر سے حرکت نہ جنبش مکاں سے * اجل کے ہیں آثار جس پر عیاں سے
نظر آتے ہیں سب مرض جس کے مزمن
نہیں کوئی مہلک مرض اس کو لیکن

بجا ہیں حواس اسکے اور ہوش قائم * طبیعت میں میل و خور و نوش قائم
دماغ اور دل چشم اور گوش قائم * جوانی کا پندار اور جوش قائم
کرے کوئی اس کی اگر غور کامل
عجب کیا جو ہو جائے زندوں میں شامل

عیاں سب پہ احوال بیمار کا ہے * تنزل اسمیں جو کچھ تھا سب جا چکا ہے
موافق دوا ہے نہ کوئی غذا ہے * ہزال بدن ہے زوال قویٰ ہے
مگر ہے ابھی یہ دیا ٹمٹماتا
بجھا جو کہ ہے یاں نظر سب کو آتا

پھر اس پہ ہے کہ ہے قوم میں قحط انساں * نہیں قوم کے پر سب افراد یکساں
سفال و خزف کے ہیں انبار گو یاں * جواہر کے ٹکڑے بھی ہیں ان میں پنہاں
چھپے سنگریزوں میں گوہر بھی ہیں کچھ
ملے ریت میں ریزۂ زر بھی ہیں کچھ

جو بے غم ہیں ان میں تو غمخوار بھی ہیں * جو بیہوش ہیں کچھ تو کچھ بیدار بھی ہیں
انہیں غافلوں میں خبردار بھی ہیں * خرابات میں چند ہشیار بھی ہیں
جماعت سے اپنی نرالے بھی ہیں یاں
نکموں میں کچھ کام والے بھی ہیں یاں

جو چاہیں پلٹ دیں ابھی سب کی کایا * کہ ایک اک نے ملکونکو هی یہاں جگایا
ملاحوں نے هی قافلوں کو بچایا * جہازوں کو هی زورقوں نے ترایا
یونہیں کام دنیا کا چلتا رہا هی
دیئے سے دیا یونہیں جلتا رہا هی

یہہ سچ هی کہ هیں بیشتر هم میں نادان * نہیں جن کے درد تعصب کا درمان
جہاں میں هیں جو اُنکی عزت کے خواہاں * انہیں سے وہ رہتے هیں دست و گریباں
پہ ایسے بھی کچھہ هوتے جاتے هیں پیدا
کہ جو خیر خواهوں پہ هیں اپنے شیدا

کوئی خیر خواهی میں هی همسر اُن کا * کوئی دست و بازو هی یاور اُن کا
کوئی هی زباں سے ستائش گر اُن کا * بہت رکھتے هیں نقش حب دل پر اُنکا
بہت اُن کے گُن سنتے هیں چپکے چپکے
بہت سنکے سر دھنتے هیں چپکے چپکے

بہت دن سے دریا کا پانی کھڑا تھا * تموج کا جس میں نہ هرگز پتا تھا
تغیر سے یہہ حال اُس کا هوا تھا * کہ مکروہ تھی بو تو کڑوا مزا تھا
هوئی تھی یہہ پانی سے زائل روانی
کہ مشکل سے کہہ سکتے تھے اُس کو پانی

پر اب اُسمیں رَو کچھہ کچھہ آنے لگی هی * کناروں کو اُس کے هلانے لگی هی
هوا بلبلے کچھہ اُٹھانے لگی هی * عفونت وہ پانی سے جانے لگی هی
اگر هو نہ یہہ انقلاب اتفاقی
تو دریا میں بس اِک تموج هی باقی

حوادث نے اُنکو ڈرایا هی کچھہ کچھہ * مصائب نے نیچا دکھایا هی کچھہ کچھہ
ضرورت نے رستہ دکھایا هی کچھہ کچھہ * زمانہ کے غل نے جگایا هی کچھہ کچھہ
ذرا دست و بازو هلانے لگے هیں
وہ سوتے میں کچھہ کلبلانے لگے هیں

وہ راست پر هیں وہ کچھہ آتے جاتے * تعلی سے هیں اپنی شرماتے جاتے
تفاخر سے هیں اپنے پچھتاتے جاتے * سراغ اپنا کچھہ کچھہ هیں وہ پاتے جاتے
بزرگی کے دعووں سے پھرنے لگے هیں
وہ خود اپنی نظروں سے گرنے لگے هیں

نہیں گھاتھہ پر گو ترقی کے آتے * نئی بات سے ناک بھوں ھیں چڑھاتے
نئی روشنی سے ھیں آنکھیں چُراتے * مگر ساتھہ ھی یہہ بھی ھیں کہتے جاتے

کہ دُنیا نہیں گرچہ رھنے کے قابل
پر اِس طرح دُنیا میں رھنا ھی مشکل

تنزل پہ وہ ھاتھہ ملنے لگے ھیں * کچھہ اِس سوز سے جی پگھلنے لگے ھیں
دُھوئیں کچھہ دلوں سے نکلنے لگے ھیں * کچھہ اُرے سے سینوں پہ چلنے لگے ھیں

وہ غفلت کی راتیں گزرنے کو ھیں اب
نشے جو چڑھے تھے اُترنے کو ھیں اب

نہیں گرچہ کچھہ درد اسلام اُن کو * نہ بہبودی قوم سے کام اُن کو
نہ کچھہ فکر آغاز و انجام اُن کو * برابر ھی ھو صبح یا شام اُن کو

مگر قوم کی سُن کے کوئی مصیبت
اُنہیں کچھہ نہ کچھہ آھی جاتی ھی رقت

خصومتسے ھیں اپنی گو خوار یہاں سب * نزاعوں سے باھم کے ھیں ناتواں سب
خود آپسکی چوٹوں سے ھیں خستہ جاں سب * یہ ھیں متفق اسپہ پیر و جواں سب

کہ نا اتفاقی نے کھویا ھی ھم کو
اسی جزر و مد نے ڈبویا ھی ھم کو

یہہ مانا کہ کم ھم میں ھیں ایسے دانا * جنہوں نے حقیقت کو ھی اپنی چھانا
تنزل کو ھی ٹھیک ٹھیک اپنے جانا * کہ ھم ھیں کہاں اور کہاں ھی زمانا

یہ اتنا زبانوں پہ ھی سب کے جاری
کہ حالت بُری آج کل ھی ھماری

فرائض میں گو دین کے سب ھیں قاصر * نہ مشغول باطن نہ پابند ظاھر
مساجد سے غائب ملاھی میں حاضر * مگر ایسے فاسق ھیں اُن میں نہ فاجر

کہ مذھب پہ حملے ھیں جو ھر طرف سے
وہ دیکھہ اُن کو ھٹ جائیں راہ سلف سے

خود اپنی ھی گو قدر و قیمت گنوائی * یہ بھولے نہیں ھیں بڑوں کی بڑائی
جو آپ اُنکی خوبی نہیں کوئی دائی * تو ھیں خوبیوں پر اُنہیں کے فدائی

شرف گو کہ باقی نہیں اُن میں اب کچھہ
مگر خواب میں دیکھہ لیتے ھیں سب کچھہ

ذرا پوچھئے پوچھے وہ جب دیکھتے ھیں * وہ اپنا حسب اور نسب دیکھتے ھیں
بزرگوں کا علم و ادب دیکھتے ھیں * سرافرازی جد و اب دیکھتے ھیں

تو ھیں فخر سے وہ کبھی سر اُٹھاتے
کبھی ھیں ندامت سے گردن جھکاتے

اگر کچھ بھی باقی ھو یاروں میں ھمت * تو اُن کا یہی افتخار اور ندامت
شگون سعادت ھی اور فال دولت * کہ آئی ھی کچھ اس سے بوئے حمیت

وہ کھو بیٹھے آخر کمائی بڑوں کی
بھلادی جنھوں نے بڑائی بڑوں کی

اسیری میں جو گرم فریاد ھیں یہاں * وھی آشیاں کرتے آباد ھیں یہاں
قفس سے وھی ھوتے آزاد ھیں یہاں * چمن کے جنھیں چہچہے یاد ھیں یہاں

وہ شاید قفس ھی میں عمریں گنوائیں
گئیں بھول صحرا کی جن کو فضائیں

بلندی میں ھوں یا کہ پستی میں ھوں ھم * قوی ھوں کہ کمزور افزوں ھوں یا کم
محقر زمانہ میں ھوں یا مکرم * موخر ھوں اس بزم میں یا مقدم

عبا میں ھوں پوشیدہ یا شال میں ھوں
کسی رنگ میں ھوں کسی حال میں ھوں

اگر باخبر ھیں حقیقت سے اپنی * تلف کی ھوئی اگلی عظمت سے اپنی
بلندی و پستی کی نسبت سے اپنی * گذشتہ اور آیندہ حالت سے اپنی

تو سمجھو کہ ھی پار کھیوا ھمارا
نہیں دور منجھدھار سے کچھ کنارا

الپ ارسلاں سے یہ طغرل نے پوچھا * کہ قومیں ھیں دنیا میں جو جلوہ فرما
نشاں اُن کی اقبال مندی کے ھیں کیا * کب اقبال مند اُن کو کہنا ھی زیبا

کہا ملک و دولت ھو ھاتھہ اُن کے جبتک
جہاں ھو کمر بستہ ساتھہ اُنکے جبتک

جہاں جائیں وہ سرخرو ھو کے آئیں * ظفر ھمعناں ھو جدھر باگ اُٹھائیں
نہ بگڑیں کبھی کام جو وہ بنائیں * نہ اُکھڑیں قدم جس جگہہ وہ جمائیں

کریں مس کو گر مس تو وہ کیمیا ھو
اگر خاک میں ھاتھہ ڈالیں طلا ھو

ولیعہد کی جب کہ رتبیں سنیں یہہ * ہنسا سن کے فرزانہ دور بیں یہہ
کہا جان عم کپ ہی گو دلنشیں یہہ * مگر شرط اقبال ہرگز نہیں یہہ
حوادث سے بن گزارا نہیں یاں
بلندی و پستی سے چارا نہیں یاں

بہم ہی کبھی گاہ بزم ہی محفل * کٹھن ہی کبھی گاہ آساں ہی منزل
زمانہ کی گردش سے بچنا ہی مشکل * نہ محفوظ ہیں اس سے مدبر نہ مقبل
بہت یکہ تازوں کو دل چھوڑتے دیکھا
سدا شہسواروں کو یاں گرتے دیکھا

جہاں سود ہی یاں ہے یاں ہی زیاں بھی * جہاں دوستی ہی وہیں ہی دھواں بھی
سقر بھی ہی یہہ جاوداں اور جناں بھی * بہار بھی ہی اس چمن میں خزاں بھی
نکھرتے ہیں جو یاں وہ کملاتے بھی ہیں
چمکتے ہیں جو یاں وہ گہناتے بھی ہیں

ضعیف اور قوی ارمنی اور عربی * چکھاتا ہے درد قدح سب کو ساقی
یہہ اقبال کی ہی رگ جان میں باقی * بہت سب تلاطم ہیں اُن کی ہیں اتفاقی
بلاؤں میں گھر کر نکل جاتے ہیں وہ
ذرا ڈگمگا کر سنبھل جاتے ہیں وہ

نہیں ہوتے نیرنگ گردوں سے حیراں * ہر اک درد کا ڈھونڈ لیتے ہیں درماں
اُٹھاتے نہیں کچھہ حوادث سے نقصاں * وہ چونک اُٹھتے ہیں دیکھہ خواب پریشاں
بھڑکتے ہیں افسردہ ہوکر سوا وہ
پھبکتے ہیں پژمردہ ہوکر سوا وہ

پگھلتے ہیں سانچے میں ڈھلنے کی خاطر * لگاتے ہیں غوطہ اُچھلنے کی خاطر
ٹھہرتے ہیں دم لیکے چلنے کی خاطر * وہ کھاتے ہیں ٹھوکر سنبھلنے کی خاطر
سبب کو مرض سے سمجھتے ہیں پہلے
اُلجھتے ہیں پیچھے سلجھتے ہیں پہلے

ضرورت نہیں یہہ کہ فرماں روا ہوں * رعیت ہوں یا خواہ کشور کشا ہوں
سپاہی ہوں تاجر ہوں یا نا خدا ہوں * وہ سمجھے ہوں یہ اپنے سے واقف ذرا ہوں
کہ ہم کیا ہیں اور کون ہیں اور کہاں ہیں
گھٹے یا بڑھے ہیں سبک یا گراں ہیں

جب آئے اُبھر ہوش کچھ وقت کھو کر * رہیں بیٹھ قسمت کو اپنی نہ رو کر
کریں کوششیں سب یہہ ایک ہو کر * رہیں داغ ذلت کا دامن سے دھو کر

نہو تاب پرواز گر آسماں تک
تو واں تک اُڑیں ہو رسائی جہاں تک

پڑا ہی وہی وقت اب ہم پہ آ کر * کہ آسودہ سوتے بہت دن چڑھا کر
سواروں نے کی راہ طی گھ اُٹھا کر * گئے قافلے پہر منزل پہ جا کر

گرانبار و خیزاں سدھارے ہوے اب ہم
تو پہنچے بھلا جاکے منزل پہ کب ہم

مگر بیٹھ رہنے سے چلنا ہی بہتر * کہ ہی اہل ہمت کا اللہ یاور
جو ٹھنڈک میں چلنا نہ آیا میسر * تو پہنچوں گے ہم دہوپ کھاکھاکے سر پر

یہہ تکلیف و راحت ہیں سب اتفاقی
چلو اب بہی ہی وقت چلنے کا باقی

ہوا کچھہ وہی جسقدر یاں کچھہ بنا ہی * لیا جس نے پہل بیج بوکر لیا ہی
کرو کچھہ کہ کرنا ہی کچھہ کیمیہ ہی * مثل ہی کہ کرتے کی سب بدیا ہی

یہی ہیں وقت سو سو کے ہیں جو گنواتے
وہ ہر گرش پچھروں سے ہیں زک اُٹھاتے

یہہ دولت ہی دنیا میں محنت کی ساری * جہاں دیکھیئے فیض اسی کا ہی جاری
یہی ہی کلید در فضل باری * اسی پر ہی موقوف عزت تمہاری

اسی سے ہی قوموں کی یہاں آبرو سب
اسی پر ہیں مغرور من اور تو سب

گلستاں میں جوبن گل و یاسمن کا * سماں زلف سنبل کی تاب و شکن کا
قد دلربا سرو اور نارون کا * رخ جاں فزا لالہ و نسترن کا

غریبوں کی محنت کی ہی رنگ و بو سب
کمیروں کے خوں سے ہیں پہلتا رو سب

جلاتے نہ اگلے اگر دست و بازو * جہاں عطر حکمت سے ہوتا نہ خوشبو
نہ اخلاق کی وضع ہوتی ترازو * نہ حق پہولتا ربع مسکوں میں ہر سو

حقایق یہہ سب غیر معلوم رہتے
خدائی کے اسرار مکتوم رہتے

ستارہ شریعت کا تاباں نہ ہوتا * اثر علم دیں کا نمایاں نہ ہوتا
جدا کفر سے نور ایماں نہ ہوتا * مساجد میں یوں ورد قرآں نہ ہوتا

خدا کی ثنا معبدوں میں نہ ہوتی
اذاں جا بجا مسجدوں میں نہ ہوتی

نہیں ملتی کوشش سے دنیا ہی تنہا * کہ ارکان دیں بھی اسی پر ہیں برپا
جنہیں ہو نہ دنیائے فانی کی پروا * کریں آخرت کا ہی وہ کاش سودا

نہیں ملتی دنیا کی خاطر اگر تم
تو لو دین حق کی ہی اٹھکر خبر تم

بنی نوع میں دو طرح کے ہیں انساں * تفاوت ہے حالت میں جنکی نمایاں
کچھ انمیں ہیں راحت طلب اور تن آساں * بدن کے نگہبان بستر کے دربان

نہ محنت پہ مائل نہ قدرت کے قائل
سمجھتے ہیں تنکے کو رستے میں حائل

اگر ہیں تونگر تو بیکار ہیں سب * اپاہج ہیں روگی ہیں بیمار ہیں سب
نعمت کے ہاتھوں سے لاچار ہیں سب * تن آسانیوں میں گرفتار ہیں سب

برابر ہے یوں ان کا ہونا نہ ہونا
نہ کچھ جاگنا ان کا بہتر نہ سونا

اگر ہیں تہیدست اور بے نوا وہ * تو محنت سے ہیں جی چراتے سدا وہ
نصیبوں کا کرتے ہیں اکثر گلا وہ * ہلاتے نہیں کچھ مگر دست و پا وہ

اگر بھیک ملجائے قسمت سے ان کو
تو سو بار بہتر ہے محنت سے ان کو

نہ جو بے نوا ہیں نہ ہیں کچھ تونگر * وہ ہیں ڈھور کی طرح قانع اسی پر
کہ کھانے کو ملتا رہے پیٹ بھر کر * نہیں بڑھتے بس اس سے آگے قدم بھر

ہوئے زیور آدمیت سے عاری
معطل ہوئیں قوتیں ان کی ساری

نہ ہمت کہ محنت کی سختی اٹھائیں * نہ جرأت کہ خطروں کے میدان میں آئیں
نہ غیرت کہ ذلت سے پہلو بچائیں * نہ عبرت کہ دنیا کی سمجھیں ادائیں

نہ کل فکر تھا یہ کہ ہیں اس کے پھل کیا
نہ ہے آج پروا کہ ہونا ہے کل کیا

نہیں کرتے کہیتی میں وہ جانفشانی * نہ ہل جوتتے ہیں نہ دیتے ہیں پانی
یہ جب یاس کرتی ہے دل پر گرانی * تو کہتے ہیں حق کی ہے نا مہربانی
نہیں لیتے کچھہ کام تدبیر سے وہ
سدا لڑتے رہتے ہیں تقدیر سے وہ

کبھی کہتے ہیں "ہیچ ہیں سب یہہ ساماں * کہ خود زندگی ہے کوئی دن کی مہماں
دھرے سب یہہ رہجائینگے کاخ و ایواں * نہ باقی رہیگی حکومت نہ فرماں
ترقی اگر ہم نے کی بھی تو پھر کیا
یہہ بازی اگر جیت لی بھی تو پھر کیا

یہہ سرگرم کوشش میں جو روز و شب ہیں * اُٹھاتے سدا بار رنج و تعب ہیں
ترقی کے میداں میں سبقت طلب ہیں * نمایش پہ دنیا کے بھولے یہہ سب ہیں
نہیں اُن کو کچھہ اپنی محنت سے لہنا
بناتے ہیں وہ گھر نہیں جس میں رہنا

کبھی کرتے ہیں عقل انساں پہ نفریں * کہ "با وصف کوتاہ بینی ہے خود بیں
وہ تدبیریں اس طرح کرتی ہے تلقیں * کہ گویا کھلا اُس پہ ہے سر تکویں
مگر سب خیالات ہیں خام اُس کے
ادھورے ہیں جتنے ہیں یاں کام اُس کے

نہ اسباب راحت کی اُسکو خبر کچھہ * نہ آثار دولت کی اُس کو خبر کچھہ
نہ عزت نہ ذلت کی اُسکو خبر کچھہ * نہ کلفت نہ راحت کی اُسکو خبر کچھہ
نہ آگاہ اس سے کہ ہستی ہے شے کیا
نہ واقف کہ مقصود ہستی سے ہے کیا"

کبھی کہتے ہیں "زہر ہے مال و دولت * اُٹھاتے ہیں جس کے لئے رنج و محنت
اسی سے گناہوں کی ہوتی ہے رغبت * اسی سے دماغوں میں آتی ہے نخوت
یہی حق سے کرتی ہے بندوں کو غافل
ہوئے ہیں عذاب اس سے قوموں پہ نازل

کبھی کہتے ہیں "سعی و کوشش ہے حاصل * کہ مقسوم بن کوششیں سب ہیں باطل
نہیں ہوتی کوشش سے تقدیر زائل * برابر ہیں یہاں محنتی اور کاہل
ہلانے سے روزی کی گر ڈور ہلتی
تو روٹی نکموں کو ہرگز نہ ملتی

نکموں کے هیں سب یهه دلکش نرالے * سلانے کو قسمت کے رنگیں فسانے
اسي طرح کے کرکے حیلے بهانے * نهیں چاهتے دست و بازو هلانے
وه بهولے هوئے هیں یهه عادت خدا کي
که حرکت میں هوتي هی برکت خدا کي

سني تم نے یهه جس جماعت کي حالت * تنزل کي بنیاد هی یهه جماعت
بگڑتي هیں قومیں اسي کي بدولت * هوا اس کي هی مفسد ملک و ملت
کیا صور و صیدا کو برباد اسي نے
بگاڑا دمشق اور بغداد اسي نے

جهاں هی زمیں پر نحوست هی انکي * جدهر هی زمانه میں نکبت هی انکي
مصیبت کا پیغام کثرت هی انکي * تباهي کا اشعر جماعت هی انکي
وجود ان کا اصل البلیات هی یهاں
خدا کا غضب ان کي بهتات هی یهاں

سب ایسے تن آسان و بیکار و کاهل * تمدن کے حق میں هیں زهر هلاهل
نهیں انسے کچهه نوع انساں کو حاصل * نهیں انکي صحبت که هی سم قاتل
یهه جب پهیلتے هیں سمٹتي هی دولت
یهه جوں جوں که بڑهتے هیں گهٹتي هی دولت

جهاں بڑه گئي ان کي تعداد حد سے * هوئي قوم مغلوب سب دام و دد سے
رها اس کو بهره نه حق کي مدد سے * وه اب بچ نهیں سکتي نکبت کي زد سے
بچو ایسے شوموں کي پرچهائیوں سے
ڈرو ایسے چپ چاپ بلاؤں سے

مگر ایک فریق اور ان کے سوا هی * شرف جنسے نوع بشر کو ملا هی
سب اس بزم میں جن کا نور و ضیا هی * سب اس باغ ني جن سے نشو و نما هی
هوئے جو که پیدا هیں محنت کي خاطر
بنے هیں زمانه کي خدمت کي خاطر

نه راحت طلب هیں نه مهلت طلب وه * لگے رهتے هیں کام میں روز و شب وه
نهیں لیتے دم ایک دم بے سبب وه * بهت جاگ لیتے هیں سوتے هیں تب وه
وه تهکتے هیں اور چین پاتي هی دنیا
کماتے هیں وه اور کهاتي هی دنیا

چنیں گر نہ وہ ھوں کہاں کاخ و ایواں * بنیں گر نہ وہ شاہ و کشور ھو عریاں
جو بوئیں نہ وہ تو رھیں دانہ ار بے جاں * جو چھانٹیں نہ وہ تو رھیں جنگل گلستاں

یہہ چلتي ھی گاڑي اُنھیں کے سہارے
جو وہ ہل سے بیٹھیں تو بے کل ھوں سارے

کھپاتے ھیں کوشش میں تاب و تواں کو * گھلاتے ھیں محنت میں جسم و رواں کو
سمجھتے نہیں اسمیں جان اپني جاں کو * وہ مر مر کے رکھتے ھیں زندہ جہاں کو

بس اس طرح جینا عبادت ھی اُن کي
اور اس دھن میں مرنا شہادت ھی اُنکي

مشقت میں عمر اُنکي کٹتي ھی ساري * نہیں آتي آرام کي اُن کے باري
سدا بھاگ و دوڑ رہتي ھی جاري * نہ آندھي میں عاجز نہ مینہ میں ھیں عاري

نہ لو جیٹھ کي دم چراتي ھی اُن کا
نہ ٹھر ماگھ کي جي چھڑاتي اُن کا

نہ احباب کي تیغ احسان سے گھائل * نہ بیٹا سے طالب نہ بھائي سے سائل
نہ دکھہ درد میں سوے آرام مائل * نہ دریا و کوہ اُن کے رستہ میں حائل

سنے ھوں کبھي رستم و سام جیسے
غیور اب بھي لاکھوں ھیں گمنام ویسے

کسي کو یہہ دھن ھی کہ جو کچھہ کمائیں * کھلائیں کچھہ اوروں کو کچھہ آپ کھائیں
کسي کو یہہ کد ھے کہ جھولیں بلائیں * یہہ احسان کسي کا نہ ھرگز اُٹھائیں

کوئي محو ھی فکر فرزند و زن میں
کوئي چور ھی حب اھل وطن میں

جو مصروف ھی کشتکاري میں کوئي * تو مشغول دوکانداري میں کوئي
عزیزوں کي ھی غمگساري میں کوئي * ضعیفوں کي خدمتگذاري میں کوئي

یہہ ھی اپني راحت کے سامان کرتا
وہ کنبے پہ ھی جان قربان کرتا

کوئي اس تگ و دو میں رہتا ھی ھردم * کہ دولت جہاں تک ھو کیجے فراھم
رھیں جیتے جي تاکہ خود شاد و خرم * مریں جب تو دل پر نہ لیجائیں یہہ غم

کہ بعد اپنے کھائیں گے فرزند و زن کیا
لباس اُنکا اور اپنا ھوگا کفن کیا

بہت دل میں اپنے یہہ رکھتے ہیں ارماں * کہ کر جائیں یہاں کوئی کار نمایاں
وہ ہیں تاکہ جب چشم عالم سے پنہاں * تو ذکر جمیل اُن کا باقی رہے یہاں

یہی طالب شہرت و نام لاکھوں
بناتے ہیں جمہور کے کام لاکھوں

بہت مخلص اور پاک بندے خدا کے * نشاں جن سے قایم ہیں صدق و صفا کے
نہ شہرت کے خواہاں نہ طالب ثنا کے * نمائش سے بیزار دشمن ریا کے

ریاضت سب اُن کی خدا کے لیئے ہی
مشقت سب اُس کی رضا کے لیئے ہی

کوئی اُن میں ہی حق کی طاعت پہ مفتوں * کوئی نام حق کی اشاعت پہ مفتوں
کوئی زہد صبر و قناعت پہ مفتوں * کوئی پند و وعظ جماعت پہ مفتوں

کوئی موج سے آپ کو ہی بچاتا
کوئی ناؤ ہی ڈوبتوں کی ترانا

بہت نوع انساں کے غمخوار و یاور * ہوا خواہ ملت بہ اندیش کشور
شدائد کے دریائے خوں میں شناور * جہاں کے پر آشوب کشتی کے لنگر

ہر اِک قوم کی ہست و بود اُن سے ہی یاں
سب اِس انجمن کی نمود اُن سے ہی یاں

کسی پر ہو سختی صعوبت ہی اِن پر * کسی پر ہو غم رنج و کلفت ہی اِن پر
کہیں ہو فلاکت مصیبت ہی اِن پر * کہیں آئے آفت قیامت ہی اِن پر

کسی پر چلیں تیر آماج یہہ ہیں
لٹے کوئی رہ گھر تاراج یہہ ہیں

یہہ ہیں حشر تک بات پر اڑنے والے * یہہ پیماں کو میخوں سے ہیں جڑنے والے
یہہ فوج حوادث سے ہیں لڑنے والے * یہہ غیروں کی ہیں آگ میں پڑنے والے

اُمنڈتا ہی رکنے سے اور ان کا دریا
جنوں سے زیادہ ہی کچھہ ان کا سودا

جمانے ہیں جب پاؤں ہٹتے نہیں یہہ * بڑھاکر قدم پھر پلٹتے نہیں یہہ
گئے پھول جب پھر سمٹتے نہیں یہہ * جہاں بڑھ گئے بڑھ کے گھٹتے نہیں یہہ

مُہم بن گئے سر نہیں بیٹھتے یہہ
جب اُٹھتے ہیں اُٹھکر نہیں بیٹھتے یہہ

خدا نے عطا کي هي جو ان کو قوت * سمائي هي دل ميں بهت اُسکي عظمت
نهيں پهيرتي ان کا مُنه کوئي زحمت * نهيں کرتي زير ان کو کوئي صعوبت

بهروسے په اپنے دل و دست و پا کے
سمجهتے هيں ساتهه اپنے لشکر خدا کے

نهيں مرحله کوئي دشوار ان کو * هر اِک راه ملتي هي هموار ان کو
گلستاں هي صحراے پر خار ان کو * برابر هي ميدان و کهسار ان کو

نهيں حائل ان کے کوئي رهگذر ميں
سمندر هي پاياب اُن کي نظر ميں

اِسي طرح يهاں اهل همت هيں جتنے * کمر بسته هيں کام پر اپنے اپنے
جهاں کي هي سب دهوم دهام اُنکے دم سے * فقير اور غني سب طفيلي هيں ان کے

بغير اِن کے بے ساز و ساماں تهي مجلس
نهوتے اگر يهه تو ويراں تهي مجلس

زميں سب خدا کي هي گلزار انهيں سے * زمانے کا هي گرم بازار انهيں سے
ملے هيں سعادت کے آثار انهيں سے * کُهلے هيں خدائي کے اسرار انهيں سے

اِنهيں پر هي کچهه فخر هي گر کسي کو
اِنهيں سے هي گر هي شرف آدمي کو

انهيں سے هي آباد هر ملک و دولت * انهيں سے هي سرسبز هر قوم و ملت
انهيں پر هي موقوف قوموں کي عزت * انهيں کي هي سب ربع مسکوں ميں برکت

دم ان کا هي دُنيا ميں رحمت خدا کي
انهيں کو هي پهبتي خلافت خدا کي

انهيں کا اُجالا هي هر ره گذر ميں * انهيں کي هي يهه روشني دشت و در ميں
انهيں کا ظهور اهي سب خشک و تر ميں * انهيں کے کرشمے هيں سب بحر و بر ميں

انهيں سے يهه رتبه تها آدم نے پايا
که سر اُس سے روحانيوں نے جهکايا

هر اِک ملک ميں خير و برکت هي ان سے * هر اِک قوم کي شان و شوکت هي ان سے
نجابت هي ان سے شرافت هي ان سے * شرف ان سے فخر ان سے عزت هي ان سے

جفا کش بنو گر هو عزت کے خواهاں
که عزت کا هي بهيد ذلت ميں پنهاں

مشقت کي ذلت جنھوں نے اُٹھائي * جہاں میں ملي اُن کو آخر بڑائي
کسي نے بغیر اِس کے هرگز نہ پائي * فضیلت نہ عزت نہ فرماں روائي

نہال اِس گلستاں میں جتنے بڑھے هیں
همیشہ وہ نیچے سے اوپر چڑھے هیں

حکومت ملي اُن کو صفار تھے جو * اِمامت کو پہنچے وہ قصار تھے جو
وہ قطب زماں ٹھیرے عطار تھے جو * بنے مرجع خلق بخار تھے جو

اولوالفضل یہاں اُٹھے سرّاج کتنے
ابوالوقت هو گزرے حلّاج کتنے

نہ بو نصر تھا نوع میں هم سے بالا * نہ تھا بو علي کچھہ جہاں سے نرالا
طبیعت کو بچپن سے محنت میں ڈالا * هوئے اِس لیئے صاحب قدر والا

اگر فکر کسب هنر تم کو بھي هو
تمھیں پھر ابو نصر اور بو علي هو

بڑا ظلم اپنے پہ تم نے کیا هی * کہ عزت کي بنیاد جس ستوں پر بنا هی
ترقي کي منزل کا جو رهنما هی * تنزل کي کشتي کا جو نا خدا هی

قوي پشت تھیں جس سے پشتیں تمھاري
هوئي دست بردار قوم اُس سے ساري

هنر هی نہ تم میں فضیلت هی باقي * نہ علم و ادب هی نہ حکمت هی باقي
نہ منطق هی باقي نہ هیئت هی باقي * اگر هی تو کچھہ قابلیت هی باقي

اندھیرا نہ چھا جاے اِس گھر میں دیکھو
پھر اُکسا دو اِس ٹمٹماتے دیئے کو

بہت هم میں اور تم میں جوهر هیں مخفي * خبر کچھہ نہ هم کو نہ تم کو هی جنکي
اگر جیتے جي کچھہ نہ ان کي خبر لي * تو هو جائینگے ملک مٹي میں مٹي

یہہ جوهر هیں هم میں امانت خدا کي
مبادا تلف هو ودیعت خدا کي

بھي نوجواں پھرتے آزاد جو هیں * کمینوں کي صحبت میں برباد جو هیں
شریفوں کي کہلاتے اولاد جو هیں * مگر ننگ آبا و اجداد جو هیں

اگر نقد فرصت نہ یوں مفت کھوتے
بھي فخر آبا و اجداد هوتے

یہي جو کہ پھرتے هیں بےعلم وجاهل * بہت ان میں هیں جن کے جوهر هیں قابل
رذائل میں پنہاں هیں انکے فضائل * انهیں ناقصوں میں هیں پوشیدہ کامل

نہو تے اگر مایل لہو و بازي
هزاروں انهیں میں تھے طوسي و رازي

یہي قوم هی جس میں قحط آدمي کا * جہاں شور هی هر طرف نا کسي کا
نہیں جہل میں جسکے حصہ کسي کا * کبهي علم و فن پر تها قبضہ اسي کا

وہ نہیں برکتیں سعي و کوشش کي ساري
وهي خوں هی ورنہ رگوں میں هماري

حکومت سے مایوس تم هوچکے هو * زر و مال سے هاتهہ تم دهوچکے هو
دلوري کو تهک تهک کے مُنہ روچکے هو * بزرگي بزرگوں کي سب کهوچکے هو

مدار اب فقط علم پر هی شرف کا
کہ باقي هی ترکہ یہي اک سلف کا

همیشہ سے جو کہتے آئے هیں سب یہاں * کہ هی علم سرمایۂ فخر انساں
عرب اور عجم هند اور مصر و یوناں * رها اتفاق اسپہ قوموں کا یکساں

یہہ دعوی تها اک جسپہ حجت نہ تهي کچهہ
کہاي اسپہ اب تک شہادت نہ تهي کچهہ

جو اهر تها اک سب کي نظروں میں بهاري * پر کهٹکي جس کے نہ آئي تهي باري
فضائل تهے سب علم کے اعتباري * نہ تهیں طاقتیں اس کي معلوم ساري

یہ اب بحر و بر دے رهے هیں گواهي
کہ تها علم میں زور دست الهي

کیا کوهساروں کو مسمار اس نے * بنایا سمندر کو بازار اس نے
زمینوں کو منوایا دوار اس نے * ثوابت کو ٹهرایا سیار اس نے

لیا بهاپ سے کام لشکر کشي کا
دیا بجلیوں کو سبق آدمي کا

یہہ پتهر کا ایندهن هی جلوا نے والا * جہازوں کو خشکي میں چلوانے والا
صداؤں کو سانچے میں ڈهلوانے والا * زمیں کے خزانے اُگلوانے والا

یہي برق کو نامہ بر هی بناتا
یہي آدمي کو هی بے پر اُڑاتا

تمدن کے ایوان کا معمار ہی یہہ * ترقی کے لشکر کا سالار ہے یہہ
کہیں دستکاروں کا اوزار ہی یہہ * کہیں جنگجوؤں کا ہتھیار ہی یہہ

دکھایا ہی نیچا دلیروں کو اس نے
بنایا ہی ویرانہ شہروں کو اس نے

اسی کی ہی اب چار سو حکمرانی * کیئے اس نے زیر ارمنی اور یمانی
ہوئے رام دیوان مازندرانی * گئے زابلی بھول سب پہلوانی

ہوا اس ہی کی طاقت سے تسخیر عالم
پڑے سامنے اس کے چرکس نہ ویلم

یہہ لاکھوں پہ ہی سینکڑوں کو چڑھاتا * سواروں کو پیادوں سے ہی زک دلاتا
جہازوں سے ہی زورقوں کو بھڑاتا * حصاروں کو ہی چٹکیوں میں اڑاتا

ہوا کوئی حربوں سے اس کے نہ سر بر
نہ تھوڑی زرہ اس کے آگے نہ بکتر

جنہوں نے بنایا اسے اپنا یاور * ہر اک راہ میں اس کو ٹھہرایا رہبر
یہہ قول آجکل صادق آتا ہی ان پر * کہ اک نوع ہی نوع انساں سے برتر

الگ سب سے کام ان کے اور طور ہیں کچھہ
اگر [illegible] ہیں انساں تو وہ اور ہیں کچھہ

بہت انکو معجز نما جانتے ہیں * بہت دیوتا ان کو گردانتے ہیں
پہ جو ٹھیک ٹھیک ان کو پہچانتے ہیں * وہ اتنا مگر انہیں مانتے ہیں

کہ دنیا نے جو کی ترقی اب تک کمائی
وہ سب جزو و کل ان کے حصہ میں آئی

کیا علم نے ان کو ہر فن میں یکتا * نہ ہمسر رہا کوئی ان کا نہ ہمتا
ہر اک چیز ان کی ہر ایک کام ان کا * سمجھہ بوجھہ سے ہی زمانہ کی بالا

صنائع کو سب ان کے تکتے ہیں ایسے
عجائب میں قدرت کے حیراں ہوں جیسے

دیئے علم نے کھول ان پر خزانے * چھپے اور ظاہر نئے اور پرانے
دکھائے انہیں غیب کے مال خانے * دکھائے فتوحات کے سب ٹھکانے

ہوا جیسے چھائی ہی سب بحر و بر پر
وہ یوں چھاگئے خاور اور باختر پر

یہہ سچ ہی کہ ہی اصل تعلیم دولت * رہي ہی سدا پشت حکمت حکومت
ہوئي سلطنت جسکي دنیا سے رخصت * نہ علم اُن میں باقي رہا اور نہ حکمت
نہ یونان محکوم ہوکر رہا کچھہ
نہ ایران تاج اپنا کھوکر رہا کچھہ

پہ اِک خارکش صبر وہمت میں کامل * یہہ کہتا تھا محنت سے گھبراتا جب دل
کہ جن سختیوں کا اُٹھانا ہی مشکل * وہی ہیں کچھہ اے دل اُٹھانے کے قابل
حلال آدمي کو ہی کھانا نہ پینا
نہو ایک جبتک لہو اور پسینا

نہیں سہل گر صید کا ہاتھہ آنا * تو لازم ہی گھوڑوں کو سرپٹ بھگانا
نہ بیٹھو جو ہی بوجھہ بھاري اُٹھانا * ذرا تیز ہانکو جو ہی دور جانا
زمانا اگر ہم سے زور آزما ہی
تو وقت اے عزیز و یہي زور کا ہی

کرو یاد اپنے بزرگوں کي حالت * شدايد میں جو ہارتے تھے نہ ہمت
اُٹھاتے تھے برسوں سفر کي مشقت * غریبي میں کرتے تھے کسب فضیلت
جہاں کھوج پاتے تھے علم و ہنر کا
نکل گھر سے لیتے تھے رستہ اُدھر کا

عراقین و شامات وخوارزم و توراں * جہاں جنس تعلیم سستي تھی ارزاں
وہیں پے سفر کرکے کوہ و بیاباں * پہنچتے تھے طلاب اُفتاں و خیزاں
جہانتک عمل دین اسلام کا تھا
ہرایک راہ میں اُنکا تانتا بندھا تھا

نظامیہ نوریہ مستنصریہ * نفیسیہ ستیہ اور صاحبیہ
رواحیہ عزیہ اور قاہریہ * عزیزیہ زینیہ اور ناصریہ
یہہ کالج تھے مرکز سب آفاقیوں کے
حجازي و کُردي و قبچاقیوں کے

بشر کو ہی لازم کہ ہمت نہ ہارے * جہانتک ہو کام آپ اپنے سنوارے
خدا کے سوا چھوڑ دے سب سہارے * کہ ہیں عارضي زور کمزور سارے
اڑے وقت تم دائیں بائیں نہ جھانکو
سدا اپني گاڑي کو گر آپ ہانکو

بہت خوان بے اشتہا تم نے کھائے * بہت بوجھہ بندہ بندہ کے تم نے اُٹھائے
بہت آس پر ساز کے راگ گائے * بہت عارضی تم نے جلوے دکھائے

بس اب اپني گردن پہ رکھو جوا تم
کرو حاجتیں آپ اپني روا تم

تمھیں اپني مشکل کو آساں کرو گے * تمھیں درد کا اپنے درماں کرو گے
تمھیں اپني منزل کا ساماں کرو گے * کرو گے تمھیں کچھہ اگر یہاں کرو گے

چھپا دستِ ہمت میں زورِ قضا ہے
مثل ہے کہ ہمت کا حامي خدا ہے

سراسر ہو گو سلطنت فیض گستر * رعیت کي خود تربیت میں ہو یاور
مگر کوئي حالت نہیں اس سے بہتر * کہ ہر بوجھہ ہو قوم کا سلطنت پر

ہو اس طرح ہاتھوں میں اُسکے رعیت
کہ قبضے میں غسال کے جیسے میت

وہي گُر تجارت کے اُسکو سکھائے * وہي صنعت اور حرفت اُسکو بتائے
وہي کشتکاري کے آئیں سکھائے * وہي اُسکو لکھوائے وہ ہي پڑھائے

ملا جس رعیت کو ایسا سہارا
گیا آن میت تے اُس سے کنارا

بہي سلطنت کي ہے کافي اعانت * کہ ہو ملک میں امن اُس کي بدولت
نفوس اور اموال کي ہو حفاظت * حکومت میں ہو اعتدال اور عدالت

نہ تورا رعیت پہ بیجا ہو کوئي
نہ قانون چھت کار فرما ہو کوئي

جہاں ہو یہہ انداز فرماں روائي * رعیت کي ہے وہاں نہت بہتري
کہ ہر کام میں آس ڈھونڈے پرائي * کرے آپ اپني نہ مشکل کشائي

کھڑا ہو سہارے اِک اَزواز کے گھر
ہتي وہ جہاں آرہا یہہ زمیں پر

گیا اب وہ دل تنگیوں کا زمانا * کہ اپنوں کا حصہ تہا پڑھنا پڑھانا
برہمن کا بیٹے اگر شودر بانا * تو اُس پر نہیں کوئي اب تازیانہ

ہوئے برطرف سب نشیب و فراز اب
سفید و سیہ میں نہیں امتیاز اب

بس اب وقت کا حکم ناطق یہی ہی * کہ جو کچھہ ہی دنیا میں تعلیم ہی ہی
یہی آج کل اصل فرماندہی ہی * اِسی میں چھپا سرّ شاہنشہی ہی

ملی ہی یہہ طاقت اِسی کیمیا کو
کہ کرتی ہی یہہ ایک شاہ و گدا کو

سکھاتی ہی محکوم کو یہہ اطاعت * سجھاتی ہی حاکم کو راہ عدالت
دلوں سے مٹاتی ہی نقش عداوت * جہاں سے اُٹھاتی ہی رسم بغاوت

یہی ہی رعیت کو حقدار کرتی
یہی ہی کہ و مہ کو ہموار کرتی

سنی ہی غریبوں کی فریاد اسی نے * کیا ہی غلامی کو برباد اسی نے
ر پبلک کی ڈالی ہی بنیاد اسی نے * بنایا ہی پبلک کو آزاد اسی نے

مقید بھی کرتی ہی یہہ اور رہا بھی
بناتی ہی آزاد بھی باوفا بھی

تجارت نے رونق ہی یہہ اس سے پائی * کہ ہیچ اُسکے آگے ہی فرمانروائی
فلاحت کی یہہ منزلت ہی بڑھائی * کہ فلاح کرتے ہیں معجز نمائی

ترقی یہہ صنعت کو دی ہی بلا کی
کہ ہوتی ہی معلوم قدرت خدا کی

یہہ نااتفاقی ہی قوموں سے کھوتی * یہہ قومی محبت کا ہی بیج بوتی
یہہ آپس کے کینے دلوں سے ہی دھوتی * یہہ دانے ہی سب ایک لڑ میں پروتی

یہہ نقطوں پہ خط کی طرح ہی گزرتی
کروروں دلوں کو ہی یہہ ایک کرتی

جہاں یہہ نہیں وہاں نہ قوم اور نہ ملت * نہ ملکی حمایت نہ قومی حمیت
جدا سبکے رنج اور جدا سبکی راحت * الگ سبکی ذلت الگ سبکی عزت

خبر وہاں نہیں یہہ کہ ہی قوم شے کیا
چھپا سرّ حق اس تعلق میں ہی کیا

جنہوں نے کہ تعلیم کی قدر و قیمت * نہ جانی مسلط ہوئی اُن پہ ذلت
ملوک اور سلاطین نے کھوئی حکومت * گھرانوں پہ چھائی امیروں کے نکبت

رہے خاندانی نہ عزت کے قابل
ہوئے سارے دعوے شرافت کے باطل

نہ چلتے ہیں وہاں کام کاریگروں کے * نہ برکت ہی پیشہ میں پیشہ وروں کے
بگڑنے لگے کھیل سوداگروں کے * ہوئے بند دروازے اکثر گھروں کے
کماتے تھے دولت جو دن رات بیٹھے
وہ ہیں اب دھرے ہات پر ہات بیٹھے

ہنر اور فن وہاں ہیں سب گھٹتے جاتے * ہنرمند ہیں روز و شب گھٹتے جاتے
ادیبوں کے فضل و ادب گھٹتے جاتے * طبیب اور اُنکے مطب گھٹتے جاتے
ہوئے پست سب فلسفی اور مناظر
نہ ناظم ہیں سرسبز اُن کے نہ ناثر

اگر اک پہننے کو ٹوپی بنائیں * تو کپڑا وہ اک اور دُنیا سے لائیں
جو سینے کو وہ ایک سوئی منگائیں * تو مشرق سے مغرب میں لینے کو جائیں
ہر اک شے میں غیروں کے محتاج ہیں وہ
مکینکس کی رو میں تاراج ہیں وہ

نہ پاس اُن کے چادر نہ بستر ہی گھر کا * نہ برتن ہیں گھر کے نہ زیور ہی گھر کا
نہ چاقو نہ قینچی نہ نشتر ہی گھر کا * صراحی ہی گھر کی نہ ساغر ہی گھر کا
کنول مجلسوں میں قلم دفتروں میں
اثاثہ ہی سب عاریت کا گھروں میں

جو مغرب سے آئے نہ مال تجارت * تو مرجائیں بھوکے وہاں اہل حرفت
ہو تجار پر بند راہ معیشت * دکانوں میں ڈھونڈے نہ پائے بضاعت
پرائے سہارے ہیں بیوپار وہاں سب
طفیلی ہیں سیٹھہ اور تجار وہاں سب

یہہ ہیں ترک تعلیم کی سب سزائیں * وہ کاش اب بھی غفلت سے باز اپنی آئیں
مبادا رہ عافیت پھر نہ پائیں * کہ ہیں بے پناہ آنے والی بلائیں
ہوا بڑھتی جاتی سر رہگذر ہی
چراغوں کو فانوس بن اب خطر ہی

لیئے فرد بخشی دوراں کھڑا ہی * ہر ایک قوم کا جائزہ لے رہا ہی
جنہیں ماہر اور کرتبی دیکھتا ہی * اُنہیں بخشتا تیغ و طبل و لوا ہی
یہ ہیں بے ہنر بے قلم چھٹتے جاتے
رسالوں سے نام اُن کے ہیں کٹتے جاتے

بس اب علم و فن کے وہ پھیلاؤ ساماں * کہ نسلیں تمہاری بنیں جیسے انساں
عزیزوں کو راہ ترقی ہو آساں * اندھیروں میں ہو نور تعلیم تاباں

کوئی اُن میں دنیا کی عزت کو تھامے
کوئی کشتی دین و ملت کو تھامے

بنیں قوم کو کھانے کمانے کے قابل * زمانہ میں ہو منہ دکھانے کے قابل
تمدن کی مجلس میں آنے کے قابل * خطاب آدمیت کا پانے کے قابل

سمجھنے لگیں اپنے سب نیک و بد وہ
لگیں کرنے آپ اپنی اپنی مدد وہ

کرو قدر اُن کی ہنر جن میں پاؤ * ترقی کی اور اُن کو رغبت دلاؤ
دل اور حوصلے اُن کے ملکر بڑھاؤ * سپوت اس کھنڈر گھر کے ایسے بناؤ

کوئی قوم کی جن سے خدمت بن آئے
بٹھائیں اُنھیں سر پہ اپنے پرائے

کروگے اگر ایسے لوگوں کی عزت * تو پاؤگے اپنے میں تم اک جماعت
بڑھائیگی جو قوم کی شان و شوکت * گھرانوں میں پھیلائیگی خیر و برکت

مدد جس قدر تم سے وہ آج لے گی
عوض تم کو کل اُس کا دہ چند دے گی

ترقی کے یونان کے اسباب کیا تھے * ہنر پر جہاں پیر و برنا فدا تھے
تمدن کے میدان میں زور آزما تھے * وطن کی محبت میں یکسر فنا تھے

مقاصد بڑے تھے ارادے تھے عالی
نہ تھا اس سے چھوٹا بڑا کوئی خالی

سبب کچھ نہ تھا اس کا جز قدردانی * کہ رہتے تھے جو علم و حکمت کے بانی
ترقی میں کرتے تھے جو جانفشانی * حیات اُن کو ملتی تھی وہ جاودانی

وطن جیتے جی اُن پہ قرباں تھا سارا
پس از مرگ پجتے تھے وہ آشکارا

اسی گُر نے تھا جوش سب کو دلایا * کہ تھا اک جزیرہ نے رتبہ بہت پایا
اسی شوق نے تھا دلوں کو بڑھایا * اسی نے تھا یونان کو یونان بنایا

اس اُمید پر کوششیں تھیں یہ ساری
کہ ہو قوم کے دل میں عظمت ہماری

جنہیں مجلسوں میں اپنی رکھنی ہو وقعت * جنہیں سلطنت کی ہو مطلوب قربت
جنہیں تھامنی ہو گھرانے کی عزت * جنہیں دین کی ہو نہ منظور ذلت

جنہیں نسل و اولاد ہو اپنی پیاری
اُنہیں فرض ہے قوم کی غمگساری

بہت دل ہیں نرم ان دنوں ہوتے جاتے * کہ حالت پہ ہیں قوم کی اُمڈے آتے
مقرر پہ ہیں اُس کے آنسو بہاتے * نہیں آپ کچھ کرکے لیکن دکھاتے

خبر بھی ہے دل اُن کے جلتے ہیں کس پر
وہ ہیں آپ ہی - ہاتھ ملتے ہیں جس پر

رئیسوں کی جاگیرداروں کی دولت * فقیروں کی دانشوروں کی فضیلت
بزرگوں کی اور واعظوں کی نصیحت * ادیبوں کی اور شاعروں کی فصاحت

جچے سب کچھ آنکھوں میں اہل وطن کی
جو کام آئے بہبود میں انجمن کی

جماعت کی عزت میں ہے سب کی عزت * جماعت کی ذلت میں ہے سب کی ذلت
رہی ہے نہ ہرگز رہے گی سلامت * نہ شخصی بزرگی نہ شخصی حکومت

وہی شاخ پھولے گی یاں اور پھلے گی
ہری ہوگی جڑ اس گلستاں میں جس کی

ذخیرہ ہے جب چیونٹا کوئی پاتا * تو بھاگا جماعت میں ہے اپنی آتا
اُنہیں ساتھ لے لیکے ہے یہاں سے جاتا * فتوح اپنی ایک ایک کو ہے دکھاتا

سدا اُن کے ہیں اس طرح کام چلتے
کمائی سے ایک اک کی لاکھوں ہیں پلتے

جب اک چیونٹا جس میں دانش نہ حکمت * بنی نوع کی اپنے برلائے حاجت
مشقت سے ایک اک کو بخشے فراغت * کرے اُن پہ وقف اپنی ساری غنیمت

تو اس سے زیادہ ہے بے عزتی کیا
کہ ہو آدمی کو نہ پاس آدمی کا

غضب ہے کہ جو نوع ہو سب سے برتر * گنے آپ کو جو کہ عالم کا سرور
فرشتوں سے جو سمجھے اپنے کو بڑھ کر * خدا کا بنے جو کہ دنیا میں مظہر

نہ ہو مردمی کا نشاں اُس میں اتنا
مسلم ہے مٹی کے کیڑوں میں جتنا

الٰہی بحق رسول تہامی * ہر ایک فرد انسان کا تھا جو کہ حا

جسے دور و نزدیک تھے سب گرامی * برابر تھے مکی و ا ی و ش

شریروں کو ساتھ اپنے جس نے نباہا

بروں کا ہمیشہ بھلا جس نے چاہا

طفیل اُسکا اور اُسکی عترت کا یارب * پھر جلد حالت اُس کی اُمت کا

اک ابر اُسپہ بھیج اپنی رحمت کا یارب * غبار اُس سے جو دھوئے ذلت کا

کہ ملت کو ہی ننگ ہستی سے اُس کی

ہوا پست اسلام پستی سے اُس کی

اُنہیں کل کی فکر آج کرنی سکھا دے * ذرا اُنکی آنکھوں سے پردہ اُ

تماشا بازی دوراں دکھا دے * جو ہونا ہی کل آج اُن کو سجھ

چھتیں پاٹ لیں تاکہ باراں سے پہلے

سفینہ بنا رکھیں طوفاں سے پہلے

بچا اُن کو اُس تنگنائے بلا سے * کہ رستہ ہو گم راہ رو و رہنما

نہ اُمید یاری ہو یار آشنا سے * نہ چشم اعانت ہو دست و عط

جہاں یاس چھائی ہوئی خستوں ہوں

دلوں میں اُمیدوں کی جا حسرتیں ہوں